ماہنامہ نصرۃ العلوم، اگست ۲۰۲۳ء

[جلد ۲۸، شمارہ ۸]

::: فہرست :::

عنوانات	رشحاتِ قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہد الراشدی	۲
۲۔ اصحابِ رسول واہل بیت کا مقام ومرتبہ	مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ	۷
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۸
۴۔ گداگر اور مستحق سائلین	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۲۲
۵۔ تعزیتی پیغامات	مولانا محمد حذیفہ خان سواتی	۳۳
۶۔ اسوۂ فاروق اعظمؓ اور معاشی نظام	مولانا زاہد الراشدی	۴۲
۷۔ صورت نہیں سیرت!	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ	ٹائٹل ص ۲

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

صورت نہیں سیرت!

’’دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ صورت کی خوبی فتنے پیدا کرتی ہے اور سیرت کی خوبی امن پیدا کرتی ہے۔ سب سے زیادہ خوبصورت حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، حدیث میں فرمایا گیا: فاذا قد اعطی شطر الحسن۔ آدھا حسن اللہ نے ساری دنیا کو دیا اور آدھا حسن و جمال تنہا یوسف علیہ السلام کو عطا کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اتنے بڑے حسین و جمیل تھے لیکن یوسف علیہ السلام پر جتنی مصیبتیں آئیں وہ صورت کے حسن کی وجہ سے آئیں۔ بھائیوں نے کنعان کے کنویں میں ڈالا، مصر کے بازار میں غلام بنا کر بیچے گئے، نو برس تک جیل خانہ بھگتا، یہ ساری صورت کی مصیبت تھی۔ اور جب مصر کی سلطنت ملنے کا وقت آیا اس وقت خود حضرت یوسفؑ نے کہا ’’اجعلنی علٰی خزآئن الارض‘‘ مجھے مصر کی سلطنت دے دو تو وجہ یہ نہیں بیان کی ’’انّی حسین جمیل‘‘ میں بڑا خوبصورت ہوں اس لیے مجھے بادشاہ بنا دو۔ بلکہ یوں فرمایا ’’اِنّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْم‘‘ مجھے سلطنت بخش دو اس واسطے کہ میں عالم ہوں، میں جانتا ہوں کہ سلطنت کس طرح سے چلتی ہے، میں اپنے علم و کمال سے سلطنت چلا کے دکھاؤں گا۔ تو مصیبتوں کا جب وقت آیا تو حسن و جمال سامنے آیا۔ اور سلطنت ملنے کا وقت آیا تو اندرونی سیرت، علم و کمال سامنے آیا۔ اس لیے صورت کی خوبیاں فتنے میں مبتلا کرتی ہیں اور سیرت کی خوبیاں دنیا میں امن پیدا کرتی ہیں۔‘‘ (ماہنامہ الشریعہ، جنوری ۱۹۹۰ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات

مولانا زاہدالراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

قادیانی راہ نما کا شاہی حج اور تحفظ ناموس صحابہؓ کا بل

گزشتہ دنوں قومی اسمبلی نے مولانا عبدالاکبر چترالی کی طرف سے پیش کردہ تحفظ ناموس صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک بل متفقہ طور پر منظور کیا تھا جس میں ان میں سے کسی بزرگ کی اھانت پر سزا میں اضافہ کیا گیا ہے، مگر سینٹ آف پاکستان میں پیش ہونے کے بعد منظوری کے مراحل سے نہیں گزر سکا تھا جس پر ملک بھر کے دینی حلقوں میں اضطراب پایا جاتا ہے حالانکہ عزت وتکریم دنیا کے کسی بھی ملک میں ہر شہری کا بنیادی حق سمجھا جاتا ہے اور اقوام متحدہ کے چارٹر میں عزت نفس اور تکریم کو ہر انسان کا حق تسلیم کرتے ہوئے حکومتوں اور ریاستوں کو اس حق کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے جبکہ عام شہریوں کے ساتھ ہر ملک کی قومی شخصیات کی عزت وتکریم کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور ان کی توہین کو عام شہریوں کی توہین سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔

ایک یورپی عدالت کا یہ فیصلہ ریکارڈ پر ہے کہ مقدس شخصیات کی توہین دوہرا جرم ہے، اس حوالے سے بھی کہ وہ ایک قابلِ احترام شخصیت کی توہین ہے اور اس لیے بھی کہ اس سے اس شخصیت کے لاکھوں اور کروڑوں عقیدت مندوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں جو ایک مستقل جرم ہے۔

اس تناظر میں جہاں عالمی سطح پر ہمارا مسلسل مطالبہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کو قابلِ سزا جرم تسلیم کیا جائے وہاں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ماحول میں یہ بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی بزرگ کی توہین کو جرم تسلیم کرتے ہوئے ان کی اہانت کی سزا ان کی شخصیت وعظمت کی سطح اور معیار پر مقرر کی جائے۔

اسی تناظر میں قومی اسمبلی اور سینٹ میں یہ بل پیش ہوا اور اس کے لیے سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن، سینیٹر مشتاق احمد، سینیٹر کامران مرتضیٰ، مولانا عبدالاکبر چترالی اور دیگر ارکان پارلیمنٹ نے مسلسل محنت کی جس کے نتیجے میں یہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بل پاس ہوگیا مگر سینٹ آف پاکستان میں ابھی تک نہیں ہوسکا۔ سنی علماء کونسل پاکستان کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے فون پر بتایا کہ یہ بل پارلیمینٹ میں دوبارہ زیر بحث آگیا ہے اور اس پر چند روز میں بحث ہونے والی ہے خدا کرے یہ بل جلد از جلد منظور ہوکر ملک کے قانون کا حصہ بن جائے، آمین یارب العالمین

اس کے ساتھ ہی اس سال حج بیت اللہ کے موقع پر شاہی مہمانوں میں معروف قادیانی راہ نما افتخار احمد ایاز کی شمولیت ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے کیونکہ قادیانیوں کو صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نہیں بلکہ سعودی عرب کے قانون میں بھی غیر مسلم سمجھا جاتا ہے اور اس پر رابطہ عالم اسلامی کے ایک بڑے اجلاس میں تمام مسلم ممالک کا متفقہ فیصلہ موجود ہے۔

اس تناظر میں پاکستان شریعت کونسل کے امیر مولانا مفتی محمد رویس خان ایوبی نے سعودی ولی عہد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہ نما مولانا اللہ وسایا نے اسلام آباد میں سعودی سفیر کے نام اپنے خطوط میں انہیں اس سلسلہ میں مسلمانوں کے جذبات اور تحفظ ختم نبوت کے تقاضوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو لائق تحسین ہے مگر صرف اتنا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے تدارک اور تحفظ ختم نبوت کی عالمی جدوجہد کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے محنت کی بھی ضرورت ہے۔

اس لیے ملک بھر کی تمام دینی جماعتوں کی قیادتوں بالخصوص اسلام آباد کے تمام مکاتبِ فکر کے سرکردہ علماء کرام سے ہماری گزارش ہے کہ وہ ان دونوں مسائل کے حوالے سے باہم مل بیٹھ کر مشترکہ جدوجہد کی کوئی صورت نکالیں تاکہ اس سلسلہ میں ہم استطاعت کی حد تک اپنا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

سویڈن میں قرآن کریم کی افسوس ناک اور مسلسل بے حرمتی

سویڈن میں قرآن کریم کی مسلسل اور افسوس ناک بے حرمتی پر پاکستان کے عوام اور دینی حلقوں کا احتجاج جاری ہے مگر ریاستی اداروں اور حکومتی حلقوں کی طرف سے سنجیدہ توجہ دیکھنے میں نہیں آرہی ہے جو اس سے زیادہ افسوس ناک ہے۔ آج کے دور میں اس نوعیت کی کسی بھی حرکت پر احتجاج کا معروف طریقہ سفارتی تعلقات کا ختم کرنا اور معاشی بائیکاٹ ہوتا ہے جس کے اثرات ہوتے ہیں اور متعلقہ اقوام وممالک کو اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ دونوں کام حکومت کے کرنے کے ہیں کہ وہ سویڈن کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا فوری اعلان کرے اور سویڈن کے ساتھ تجارت کے معاہدے معطل کرکے اس کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مصنوعات کے بائیکاٹ کا باضابطہ اہتمام کرے۔

اسی طرح مسلم حکومتوں کے تعاون کی عالمی تنظیم (او۔آئی۔سی) کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ سویڈن کی اس شرمناک حرکت کی مذمت اور اس پر شدید احتجاج کے ساتھ عالمی سطح پر الہامی کتابوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کو جرم قرار دلوانے کے لیے اپنا کردار سنجیدگی کے ساتھ ادا کرے جو امت مسلمہ کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بہرحال اس کی ذمہ داری ہے۔

قومی معیشت کی بحالی کے ناگزیر تقاضے

قومی حلقوں میں معیشت کی زبوں حالی کا موضوع ہر سطح پر زیر بحث ہے اور اسے کے مختلف پہلوؤں پر اظہارِ خیال کا سلسلہ جاری ہے، اس بات پر کم وبیش سبھی حلقے متفق ہیں کہ بیرونی قرضے، سودی نظام اور عالمی مالیاتی اداروں بالخصوص آئی۔ایم۔ایف کی مسلسل مداخلت اس صورت حال کے بنیادی اسباب ہیں جس کا سد باب کیے بغیر قومی معیشت کی بحالی کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا۔ اس سلسلہ میں دینی حلقوں کا موقف مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کے علمی وفکری فورم ''ملی مجلس شرعی پاکستان'' نے ۲۰ مئی ۲۰۲۳ء کو منصورہ لاہور میں راقم الحروف کی زیرصدارت منعقدہ اپنے اجلاس میں درج ذیل صورت میں واضح کیا ہے۔

''۱۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کو پارلیمنٹ کے وضع کردہ قانون SBP Act, 1956(as amended up to 28-01,2022) کی رو سے خودمختار ادارہ بنا دیا گیا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف حال ہی میں جو فیصلہ دیا ہے، اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں ضروری قانون سازی کرے اور سود سے متعلق قوانین کا خاتمہ کرے۔ اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے ایک عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ سٹیٹ بینک ایک خودمختار ادارہ ہے اور حکومت اسے کوئی حکم نہیں دے سکتی۔ نیز یہ کہ سٹیٹ بینک کی خودمختاری کا یہ فیصلہ درحقیقت IMF اور ورلڈ بینک کے دباؤ پر کیا گیا تھا۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ پاکستان کا مرکزی بینک براہ راست ان کے کنٹرول میں چلا جائے، اور اس پر حکومتِ پاکستان کا کنٹرول نہ رہے، اس لیے ملکی سلامتی اور خودمختاری کے لیے بھی ضروری ہے کہ مذکورہ قانون کو کالعدم قرار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دد یا جائے۔ سٹیٹ بینک کی خودمختاری کا یہ غلط فیصلہ چونکہ تحریک انصاف کی حکومت نے کیا تھا لہٰذا موجودہ حکومت اس قانون کو ختم کرنے کا احسن اقدام کر کے اس کا کریڈٹ بھی لے سکتی ہے۔

۲۔ وفاقی شرعی عدالت اور اس کے طریقہ کار کے بارے میں آئین پاکستان کی دفعہ 203D(2)(B) کہتی ہے کہ اگر وفاقی شرعی عدالت کے کسی فیصلے کے خلاف اپیل کر دی جائے تو اس پر عمل درآمد نہیں ہوگا جب تک سپریم کورٹ اپیلیٹ بینچ اس اپیل کا فیصلہ نہ کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جونہی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل کی جائے تو اپیل کنندگان کو فوراً اسٹے (stay) مل جاتا ہے۔ مقصد اس بات کا یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف جو فیصلہ دیا تھا، چونکہ اس کے خلاف اپیلیں آگئی ہیں لہٰذا اب اس پر عمل درآمد رک گیا ہے۔ ظاہر ہے یہ بے انصافی کی بات ہے اور اس بے انصافی کا خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ اچھنبے کی بات یہ ہے کہ یہ خصوصی معاملہ صرف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے بارے میں ہے جب کہ اس کا اطلاق ضلعی عدالتوں اور ہائی کورٹس کے فیصلوں پر نہیں ہوتا۔‘‘

جب کہ قانونی حلقوں کا نقطہ نظر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ بہاولنگر کے معزز وکیل جناب طالب حسین میکن ایڈووکیٹ کے اس مکتوب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے حال ہی میں آئی۔ ایم۔ ایف کے ڈائریکٹر کے ارسال کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں کہ

’’ہم معزز اور شریف پاکستانی شہری ہیں آپ سے آج تک ہمارے خاندان کے کسی بھی فرد نے قرض حاصل نہ کیا ہے اور نہ ہی اس کی نسبت کوئی درخواست گزاری ہے۔ مورخہ 08-06-2023 کو بذریعہ ٹی وی پروگرام علم میں آیا کہ پاکستان کی عوام کے خلاف آپ کا بہت زیادہ قرضہ واجب الادا ہے جس کی وجہ سے مملکت کی معیشت خطرے میں ہے اور عوام غربت کی لکیر کے نیچے جا رہے ہیں اور مزید قرضہ مانگا جا رہا ہے۔ درحقیقت ہم نے آج تک کسی بھی قرض کے لیے کوئی تحریری درخواست یا زبانی التجا نہ کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے اور نہ آئندہ ایسا کرنے کی نیت ہے اگر کسی شخص نے اپنی ذاتی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے کوئی بھی غیر قانونی قدم اٹھایا ہے وہ خود ذمہ دار ہے اور جو بھی بینک کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ جتنی بار بھی ہوا ہے ہم اس کے ذمہ دار نہ ہیں ۔ بلکہ جس نے معاہدہ کی درخواست دی یا تکمیل معاہدہ کیا اور رقم وصول کی تو اس نے ذاتیات کے لیے کیا ہے آج تک ہم نے اس سے استفادہ حاصل نہ کیا ہے اور نہ ہی ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد قیام پاکستان اور اس سے قبل سال 1876 سے مملکت پاکستان میں اسی علاقہ میں رہائش پذیر ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد محنت مزدوری کر کے گزر بسر کرتے چلے آ رہے ہیں اور آج تک کسی بینک سے قرضہ وغیرہ نہ لیا ہے بلکہ اپنے مال مویشی پال کر اور کھیتی باڑی کر کے گزر بسر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جان دینی ہے اور کسی قسم کا قرض ناقابل معافی جرم ہے۔ ہم اپنے اور اپنے ورثا کے خلاف یہ قرض کا جرم برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ جو کوئی مسلمان اپنے خلاف قرض کا لفظ لے کر مرتا ہے تو اس کی بخشش نہ ہے۔

لہٰذا بذریعہ نوٹس ہذا آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہم آپ کے کسی قسم کے قرض کے جواب دہ نہ ہیں جس نے قرض حاصل کیا ہے اسی سے وصول کیا جائے اور تفصیل قرضہ اندر 15 یوم فراہم کی جائے کہ کس کس پاکستانی شہری نے کتنا کتنا قرض حاصل کیا ہے اور اس کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے اور پاکستانی شہری کے خلاف قرض کا لفظ ختم کیا جائے۔''

ہمارے نزدیک اصل ضرورت یہ ہے کہ قومی معیشت کی بحالی اور خودمختاری کے لیے عوامی شعور کو بیدار کرنے اور رائے عامہ کو اس دھاندلی کے خلاف منظم کرنے کے لیے منظم جدوجہد کا اہتمام کیا جائے تاکہ ہم ایک قوی تحریک کی صورت میں قومی خودمختاری اور معیشت کی بحالی کے لیے کوئی مؤثر کردار ادا کر سکیں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق سے نوازیں، آمین۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- s --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

اصحابِ رسول اور اہل بیتؓ کا مقام ومرتبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ، سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰةِ ، وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ، كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ، وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح۔۲۹)

محترم حاضرین وبرادرانِ اسلام!

ربطِ مضمون

گزشتہ خطبہ جمعہ کے موقع پر بھی میں نے یہی آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی تھی، اور اُس عقیدہ اور تعلق کا تھوڑا سا ذکر کیا تھا جو اہل ایمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اِس ماہ مبارک (محرم) کے پہلے جمعہ میں اس ماہ کی فضیلت، بعض متعلقہ احکام اور بعض حوادثات وواقعات کا ذکر کیا تھا، اور بعض ان ناپسندیدہ امور کا تذکرہ بھی کیا تھا جو اِس ماہ میں لوگ کرتے ہیں۔

صحابیت کی تعریف

اس ماہ مبارک کی مناسبت سے جو دوسرا مضمون آپ کے گوش گزار کرنے کا وعدہ کیا تھا اُس کا تعلق صحابہ کرامؓ کی فضیلت اور اُن کا مقام ومرتبہ ہے۔ آج کی تلاوت کردہ آیت مبارکہ میں یہی بات عمدہ طریقے سے سمجھائی گئی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضور علیہ السلام کا صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں آپ کا دیدار کیا، آپ کی مجلس نصیب ہوئی، آپ کا کلام مبارک سنا، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ غرضیکہ وہ شخص صحابی ہے جو ایک لمحہ بھر کیلئے بھی حضور علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہوا، ایماندار تھا اور ایمان کی حالت میں ہی اُس کا خاتمہ ہوا۔ حضور علیہ السلام کی تھوڑی مجلس نصیب ہوئی یا زیادہ، اس کی فضیلت الگ ہے تاہم ہر ایسا شخص مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، وہ صحابیت کے مرتبہ کو پا لیتا ہے۔

بعض وہ خوش نصیب ہیں جو ابتدائے نبوت سے لے کر آخر دم تک حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے، بعض کو تھوڑے عرصے کے لیے حضور ؐ کی رفاقت نصیب ہوئی، اور بعض ایسے بھی ہیں جن کو آپ ؐ کی صرف ایک ہی مجلس نصیب ہوئی، تاہم اُس کو صحابیت کا مرتبہ حاصل ہے۔ اس مرتبہ صحابیت کو بعد والے لوگ نہیں پا سکتے، خواہ وہ کتنے ہی عبادت گزار اور اعمال صالحہ انجام دینے والے ہوں، صحابی کا درجہ اور مرتبہ ہر حالت میں بلند ہے۔ امت میں بڑے بڑے اولیاء کرام، بزرگانِ دین، محدثین، فقہاء، غازی، بڑی بڑی اسلامی خدمات انجام دینے والے اور بڑے بڑے کمالات رکھنے والے لوگ آپ ؐ کے بعد ہوئے ہیں مگر وہ اُس صحابی کے درجہ کو نہیں پا سکتے جس نے ایمان کی حالت میں صرف ایک ہی مرتبہ آپ ؐ کو دیکھا ہے۔ صحابی کی شان ہی اور ہے جس پر حضور علیہ السلام کی ایک نگاہ پڑ گئی ہے۔ اور وہ لوگ جو ہر وقت آپ کے پاس آتے جاتے تھے، اُن کے درجے اور مرتبے کا کیا کہنا، وہ تو نہایت ہی بلند مرتبے والے لوگ ہیں، اس لئے مخصوص اصحاب اور اہل بیت خاص ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے زیادہ قریب رہتے تھے۔

قرآن پاک اور حدیث

محدثین کے نزدیک اس حدیث کی یہی توجیہہ ہے جس میں آپ ؐ نے ارشاد فرمایا ہے: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتٰب اللّٰہ واھل بیتی لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب قرآن پاک ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ دونوں چیزیں یعنی اللہ کی کتاب قرآن اور میرے اہل بیت حوض کوثر پر میرے سامنے پہنچیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ نے وحی کے ذریعے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ پر نازل فرمایا۔ یہ علم اور خدا کی رحمت کا خزانہ ہے۔ اس میں مسلمانوں کے لیے ابدی قانون، دائمی شریعت اور ہر قسم کے علوم و معارف ہیں، اور بالخصوص مسلمانوں کے لیے اُن کی فلاح کا پروگرام ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ثقہ علماء کہتے ہیں کہ تمام صحیح احادیث جو صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں وہ قرآن کی شرح ہیں جبکہ قرآن متن ہے، اسی لئے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث کا منکر دراصل قرآن کا منکر ہے، اور جو قرآن کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ دیال سنگھ کالج لاہور کی لائبریری ہال میں آپ کی آخری تقریر کا لب لباب یہی تھا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبی کو پابند کیا ہے: وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ (النحل۔۴۴) ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر یعنی قرآن اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کر دیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر چیز کی وضاحت فرما دی ہے اور تمام مسائل سمجھا دئے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ قرآنِ پاک میں اقیموا الصلاۃ واٰتوا الزکوٰۃ کا حکم بتیس مرتبہ اکٹھا آیا ہے، مگر قرآن میں نماز کی رکعتوں کا ذکر نہیں ہے کہ ہر نماز میں کتنی رکعتیں ہیں۔ رکعتوں کی تعداد سمیت نماز پنج وقتہ کا پورا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور پھر اُس طریقہ پر خود عمل کر کے امت کی تربیت کی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ نمازِ فجر کی دو فرض اور دو سنتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص دو کی بجائے چار فرض پڑھتا ہے، تو وہ گمراہ ہے، اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم تو قرآن پاک میں موجود ہے مگر مال کے نصاب کا تعین قرآن میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ حضور علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے وضاحت فرمائی ہے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال، چاندی کا دوسو درہم، جانوروں کا نصاب پانچ اونٹ، تیس گائے بھینس اور چالیس بھیڑ بکریاں ہیں۔ جب کسی کے پاس مال اس نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر سال بھر میں ایک دفعہ زکوٰۃ لازم آتی ہے۔

اہل بیت عظامؓ

تو میں نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں تم میں دو چیزوں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہلِ بیت۔ اہل بیت میں سب سے پہلے ازواج مطہراتؓ کا نمبر آتا ہے جو کہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہؓ کو آپ کے اہل بیت میں شمار کیا ہے۔ یہ واقعہ سورۃ ھود میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جب فرشتوں نے آپ کی بیوی کو بیٹے کی بشارت دی تو اُن کو تعجب ہوا کیونکہ ان کی عمر زیادہ ہو چکی تھی جس عمر میں بچے کی پیدائش بالعموم ممکن نہیں ہوتی تو اُس وقت فرشوں نے حضرت سارہؓ کو مخاطب کر کے کہا: قَالُوۡۤا اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ (آیت۔۷۳) کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو، اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں۔ خود حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے لیے بھی اللہ نے اہل بیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو حکم دیا ہے : يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الآیۃ) اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم ڈرتی رہو تو دب کر بات نہ کرو، پس لالچ کرے گا وہ شخص جس کے دل میں بیماری ہے اور کہو بات دستور کے مطابق۔ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں، اور کھلے طریقے پر گھر سے باہر نہ نکلو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں کھلی پھرتی تھیں۔ اور نماز قائم رکھو، اور زکوٰۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (آیت۔۳۳) بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی باتوں کو دور کردے اے اہل بیت! اور تم کو پاک کردے پاک کرنا۔

میں نے عرض کیا کہ اہل بیت میں حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرتؓ پہلے نمبر پر ہیں۔ اس کے بعد اہل بیت میں یہ پانچ خاندان ہیں جو اسلام لانے سے پہلے اور بعد میں بھی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اِن میں حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ اور حضرت حارثؓ کی اولاد شامل ہے۔ اِن میں سے اکثر و بیشتر ایمان لائے۔ اسی لئے شریعت کے بارے میں اگر آسانی کے ساتھ معلومات حاصل کرنا چاہیں تو انہی اہل بیت کے افراد سے حاصل ہوں گی۔ کیونکہ یہ لوگ آپ کے زیادہ قریب رہنے کی وجہ سے دین کی زیادہ معلومات رکھتے تھے۔

چنانچہ امت کے لوگوں نے امہات المومنینؓ سے دین کا بہت سا حصہ سیکھا ہے، خصوصاً ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے امت کی بہت زیادہ راہنمائی کی ہے کیونکہ اُن کو حضور علیہ السلام کا قرب حاصل تھا اور انہوں نے دین براہِ راست اللہ کے رسول سے سیکھا تھا۔ جب بھی صحابہ کرامؓ کو دینی معاملہ میں کوئی مشکل پیش آتی تو وہ ام المؤمنین سے اس کی تصدیق کروا لیتے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی شخصیت

ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں مسئلہ دریافت کرنے کے لیے حاضر ہوا، وہ شخص جاننا چاہتا تھا کہ حضور علیہ السلام رات کی عبادت کس طرح کرتے تھے یعنی رات کے وقت وتر کس طرح ادا کرتے تھے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضور علیہ السلام کے اہل بیت میں سے ہیں، اگرچہ آپ صغائر صحابہ میں شامل ہیں یعنی حضورؐ کی وفات کے وقت ان کی عمر صرف دس یا گیارہ سال تھی مگر اس کے باوجود دین کا ایک بڑا حصہ آپ کی زبان ہی سے امت تک پہنچا۔ حضرت ابن عباسؓ سے کم سنی کے باجود پندرہ سو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

احادیث منقول ہیں جو انہوں نے براہ راست حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے سن کر یاد کر لی تھیں یا اپنے والد حضرت عباسؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سے بواسطہ سن کر یاد کر رکھی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی علم دوستی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور علیہ السلام نے اُن کے حق میں دعا کی تھی: اللّٰھم علمه الکتٰب اے اللہ! اس بچے کو کتاب کا علم عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کی دعا ایسی قبول فرمائی اور عبداللہ بن عباس کو ایسا علم عطا فرمایا کہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین کہتے ہیں کہ امت میں قرآن کے سب سے بڑے مفسر حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ جب آپ قرآن کی تفسیر بیان کرتے تو ایسا سماں پیدا ہو جاتا کہ اگر بے علم اور عجم کے کافر بھی یہ تفسیر سن لیں تو فوراً ایمان لے آئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو حضور علیہ السلام کے چچازاد ہونے کے علاوہ یہ تعلق بھی حاصل تھا کہ آپ کی خالہ حضرت میمونہ ؓ حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات میں شامل تھیں، اور آپ کی خواہش اور کوشش ہوتی تھی کہ جس قدر ممکن ہو رات کو اپنی خالہ کے ہاں قیام کریں تا کہ حضور علیہ السلام کے رات کے معمولات کو قریب سے دیکھ سکیں اور پھر ان کو اپنانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ خود یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں مقیم تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد گھر تشریف لائے، چٹائی کا بستر تھا۔ ایک طرف حضور علیہ السلام اور دوسری طرف حضرت میمونہ ؓ آرام فرما ہو گئے۔ میں بھی ایک طرف لیٹا ہوا تھا، حضورؐ نے سمجھا کہ شاید میں سو گیا ہوں حالانکہ میں بیدار تھا اور حضور علیہ السلام کی رات کی عبادت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔

کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام رات کے وقت حسبِ معمول نیند سے بیدار ہوئے، بستر سے اُٹھے اور سورۃ آل عمران کی آخری آیات: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ...... الخ، تلاوت فرمائیں، دیوار کے ساتھ مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپؐ نے اس میں سے پانی لے کر وضو فرمایا اور نماز تہجد کے لیے کھڑے ہو گئے، کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو میری بیداری کا علم نہیں تھا مگر جب آپؐ نے نماز شروع کی تو میں بھی آہستہ سے اپنے بستر سے اٹھا، حضور علیہ السلام کے طریقے کے مطابق سورۃ آل عمران کی آیات تلاوت کیں، مشکیزہ سے پانی لے کر وضو کیا، اور پھر حضورؐ کے ساتھ آ کر نماز میں شامل ہو گیا۔ دس یا بارہ رکعت جتنی حضور علیہ السلام نے پڑھیں، میں نے بھی ساتھ پڑھیں۔ اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت میمونہؓ یا کوئی بھی صحابی حضور علیہ السلام کو عالم الغیب نہیں مانتا تھا کیونکہ اُن کا اپنا بیان ہے کہ حضورؐ سمجھتے تھے کہ میں سو رہا ہوں حالانکہ میں بیدار تھا۔

الغرض! حضرت عبداللہ بن عباس ؓ گاہے بگاہے اپنی خالہ کے ہاں جاتے رہتے تھے تا کہ حضور علیہ السلام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کے معمولات شب و روز کو زیادہ سے زیادہ اخذ کر سکیں۔

حضورؐ کی رات کی عبادت

بہر حال باہر سے آنے والے شخص نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضور علیہ السلام کی رات کی عبادت کے متعلق دریافت کیا، تو آپ نے اس شخص کو براہِ راست سوال کا جواب دینے کی بجائے فرمایا، کیا میں تمہاری راہنمائی اس شخصیت کی طرف نہ کروں جو روئے زمین پر حضور علیہ السلام کے وتر کو سب سے زیادہ جانتی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نبی علیہ السلام مسجد سے قریب تر رہائش پذیر ہونے کے باوجود وتر گھر میں ادا فرماتے تھے اور اس کی کیفیت کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ ہی سب سے بہتر جانتی تھیں۔ چنانچہ وہ شخص ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے اُس شخص کو حضورؐ کی رات کی عبادت سے مکمل آگاہ کیا۔ یہ واقعہ بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کو اہل بیت ہی بہتر طریقے پر جانتے تھے جو آپ کے قریب تر رہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میرے اہل بیت۔ اسی لئے میں نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام کے اہل بیت میں ازواج مطہرات کو اولیت حاصل ہے کیونکہ اُن کو زیادہ قرب حاصل تھا۔ پھر ازواج مطہرات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو زیادہ اہمیت حاصل ہے جن کے ہاں آپؐ زیادہ وقت گزارتے تھے۔ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ شیعہ اور رافضی حضرات ام المؤمنین کو اہل بیت میں ہی نہیں مانتے بلکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مسلمان ہی نہیں مانتے، اتنا تفاوت ہے۔

شیعہ سنی جھگڑے کی بنیاد

تو میں نے عرض کیا کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان عقیدے کا یہی تفاوت جھگڑے کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ ایک شیعہ عالم غلام حسین نجفی کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد مسندِ خلافت پر فائز ہونے والے تین آدمیوں (حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو تم امت میں افضل ترین افراد مانتے ہو مگر ہم تو اُن کو ایمان سے ہی تہی سمجھتے ہیں۔ گویا شیعوں کے نزدیک خلفائے ثلاثہ ایمان سے محروم تھے، العیاذ باللہ۔ اور خمینی کی کتاب سے بھی یہی اخذ ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ قرآن کے خلاف چلتا تھا، عمرؓ میں زندیقوں والی بات تھی جس نے حضور علیہ السلام کی بات کو رد کر دیا۔ خمینی کی کتاب میرے پاس موجود ہے، جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اصحابِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسول پر تبرا کرنا اور اُن پر لعنت بھیجنا (العیاذ باللہ) کس قدر غلط بات ہے۔ اصل میں تو اختلاف یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ ایک طبقہ صحابہ کو افضل ترین مانتا ہے جبکہ دوسرا طبقہ اُن کو ایمان سے خارج قرار دیتا ہے، تو اتفاق کیسے ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ تو کافروں کے لئے بھی یہی بات تعلیم کی ہے کہ اے پیغمبرؐ! آپ اِن سے کہہ دیں: لَا اَعْبُدُ مَاتَعْبُدُوْنَ، وَلَااَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَـآاَعْبُدُ (الکٰفرون۔۲،۳) جس کی تم عبادت کرتے ہو، اُس کی میں عبادت نہیں کرتا، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ کافر کہتے ہیں کہ صلح کرلو مگر صلح کے لئے کوئی بنیاد ہونی چاہئے۔ کم از کم فریقین کا معبود ایک ہو، مگر وہ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے: لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکٰفرون۔۶) تمہارے لیے تمہارا دین ہے، تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کریں گے۔ شیعوں اور ہمارے درمیان بھی ایسا ہی بعد ہے تو پھر اتفاق کیسے ہوگا؟

عقیدے کی آزادی

اِس کے علاوہ اخلاق کی بات بھی سن لیں۔ یورپ اور امریکہ کی طرف سے آزادی رائے کا یہی پیغام آرہا ہے کہ ہر شخص کو کہنے، لکھنے اور پریس کی آزادی ہے۔ ہر شخص کو عقیدے کی بھی آزادی ہے کہ وہ جو چاہے عقیدہ اختیار کرے، اُس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ عقیدے کی آزادی کو تو اسلام بھی مانتا ہے، جو شخص جو عقیدہ چاہے اپنا لے مگر دوسرے آدمی کی دل آزاری کا قانون کہاں ہے؟ اگر کوئی شخص اپنے غلط عقیدے کی تقریر و تحریر کے ذریعے تشہیر کر کے دوسرے کی دل آزاری کرتا ہے تو وہ بد اخلاقی کا مجرم قرار دیا جائے گا، جس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ سلمان رشدی نے بھی ایسا ہی غلط کام کیا ہے۔ میں نے خطبہ عید میں بھی عرض کیا تھا کہ رشدی نے اپنی کتاب میں خود اعتراف کیا ہے کہ وہ شیعہ ہے، ٹھیک ہی ہوگا۔ کیونکہ اصحابِ رسول اور ازواج مطہرات کی توہین یہی لوگ کرتے ہیں۔ اگر رشدی کا یہی عقیدہ ہے تو اسے اپنے پاس رکھنا چاہئے تھا، نہ کہ تحریر میں لا کر کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث بنتا۔ یہ اُس کا واضح جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے، اے ایمان والو! وَلَاتَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوااللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام۔۱۰۸) مشرکوں کے باطل معبودوں کو بھی گالی نہ دو، ورنہ یہ پلٹ کر تمہارے سچے معبود کو بھی گالیاں دیں گے۔ مگر ان شیعہ حضرات کا حال یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہرات جیسی پاکیزہ ہستیوں کو گالیاں دیتے ہیں اور (نعوذ باللہ) اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ مذہبی رواداری کو برقرار رکھو اور آپس میں اتفاق و اتحاد کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فضا قائم رکھو، مگر کیسے ممکن ہے؟ ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ ہمارا مذہب سچا ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ جھگڑے کے وقت بھی اللہ نے فرمایا کہ اہل ایمان کا عقیدہ سچا ہے اور اہل کتاب جھوٹے ہیں۔ فرمایا تم اہل ایمان تو تمام کتب سماویہ پر ایمان رکھتے ہو مگر اہل کتاب قرآن کو خدا تعالیٰ کا سچا کلام ہی نہیں مانتے، نہ اللہ کے آخری نبی کو خدا کا سچا نبی مانتے ہیں۔ یہی حال رافضیوں کا ہے، ہم تو اہل بیت اور تمام صحابہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر یہ حضرات صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کو ایمان سے ہی خارج قرار دیتے ہیں مگر ہم ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا مانتے ہیں، اُن سب کی عزت کرتے ہیں، وہ امت کے افضل ترین لوگ ہیں اور سب کیلئے رضی اللّٰہ عنهم و رضوا عنه کہتے ہیں یعنی وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ اُن سے راضی ہو گیا، اب جو شخص ان کی توہین کا مرتکب ہوگا یا سب وشتام طرازی کرتا ہے وہ منافق، بے ایمان اور جھوٹا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اپنا عقیدہ اپنے پاس رکھو، اگر تحریر و تقریر کے ذریعے سرعام لاؤ گے، لعنت کرو گے، گالیاں دو گے تو فساد برپا ہوگا۔ اب بتلاؤ کہ بداخلاقی کی بنیاد اہل سنت نے رکھی ہے یا اہل تشیع نے، سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟

حضرت علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، صحابہ نے عرض کیا، حضور! کیا کوئی ایسا بدبخت بھی ہو سکتا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے؟ آپؐ نے فرمایا جب کوئی آدمی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ پلٹ کر اُس آدمی کے والدین کو گالی دیتا ہے، اس طرح وہ شخص خود اپنے ماں باپ کو گالی دلانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ تو بھائی! ہم تو کسی کو گالی نہیں دیتے، جو اہل بیت کو گالی دے، اُن کی توہین کرے، وہ بے ایمان ہے، اسی طرح جو صحابہ کرام کو گالی دیتا ہے، وہ بھی منافق اور ایمان سے خالی ہے۔ لہٰذا ہمارا مذہب سچا ہے، رافضیوں کا مذہب سچا نہیں ہے جو اصحابِ رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب کا مذہب بھی سچا نہیں ہے جو تمام کتب سماویہ پر ایمان نہیں رکھتے تھے، جبکہ ہم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اعلان کروادیا: قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ ......الخ (آل عمران۔۸۴) اے پیغمبر! آپ کہہ دیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُن کتب اور صحائف پر بھی ایمان لائے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل کی گئی ہیں، اور اُس چیز پر ایمان لائے ہیں جو موسیٰؑ عیسیٰؑ اور تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی ہے، ہم ان میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اصحاب محمد میں فضیلت کے درجات

میں اخلاق اور بداخلاقی کے بارے میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اصحاب رسول کے بارے میں ہمارا عقیدہ بالکل واضح ہے کہ خلفائے راشدینؓ سب سے افضل ہیں۔امام ابوحنیفہؒ کی عقیدہ کے بارے میں کتاب میں بھی یہی لکھا ہے کہ امت میں سب سے افضل افراد حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔اس کے بعد فضیلت میں عشرہ مبشرہؓ کا نمبر ہے۔پھر ازواج مطہراتؓ، اہل بدر، اہل احد اور حدیبیہ والے درجہ بدرجہ افضل ہیں۔اس کے بعد فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والوں کا درجہ ہے اور اس کے بعد دوسرے ایمان لانے والوں کا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرشتے بدر کے موقع پر اہل ایمان کی مدد کے لئے اتارے تھے اُن کا آسمانوں میں کیا درجہ ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح بدری صحابہ کا درجہ دوسرے صحابہ پر نمایاں ہے، اسی طرح بدر میں اتارے جانے والے فرشتوں کا درجہ دوسرے فرشتوں پر نمایاں ہے۔آپ جانتے ہیں کہ غزوہ بدر میں تین خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بالفعل شریک تھے۔حضرت عثمان کو اللہ کے نبی نے مدینہ میں رہ کر اپنی زوجہ اور حضور کی بیٹی رقیہؓ جو بیمار تھیں، اُن کی تیمارداری کا حکم دیا تھا مگر اُن کو بھی وہی درجہ اور حصہ غنیمت ملا جو شرکاء بدر کو حاصل ہوا۔چنانچہ حدیث کی کتابوں میں حضرت عثمانؓ کا نام بدری صحابیوں میں شامل ہے۔حضرت رقیہؓ مدینہ میں ہی وفات پاگئیں جبکہ حضور ابھی بدر میں ہی مصروف تھے۔آپؐ ان کی تجہیز وتکفین میں بھی شریک نہ ہو سکے بلکہ بدر سے واپس آکر بیٹی کی قبر پر دعا کی۔

الغرض! چاروں خلفائے راشدین بدری صحابی شمار ہوتے ہیں، سارے کے سارے مہاجرین ہیں اور سب کا درجہ اس لحاظ سے یکساں ہے۔امام طحاویؒ کی عقیدے کی کتاب یا کوئی بھی عقیدے کی کتاب دیکھ لیں، اُس میں یہی لکھا ہے کہ امت کے افضل ترین فرد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں، اس کے بعد حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ کی فضیلت ہے۔اُن کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے جو کہ خلافت نبوت کے نمونے پر تھی۔اُن کے بعد والوں کا وہ مرتبہ اور شان نہیں ہے۔البتہ بعض صحابہ کرامؓ کو ایمان سے ہی خارج قرار دینا نہایت ہی بری بات ہے۔

منصف مزاج شیعہ

مولوی مظہر علی اظہر پنجاب کی مجلس احرار کے اہم عہدیدار تھے۔خود شیعہ تھے، مگر رافضی نہیں تھے۔مجلس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

احرار انگریزوں کے خلاف ایک اچھی جماعت تھی، اس کے رضا کار اکثر غریب لوگ تھے اور انہوں نے ہی انگریز کے ظلم وستم برداشت کئے جس کے نتیجے میں ملک آزاد ہوا۔ اس جماعت کے راہنماؤں میں امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا داؤد غزنویؒ جیسے لوگ شامل تھے، اسی جماعت میں حبیب الرحمان لدھیانویؒ اور چوہدری فضل حقؒ جیسے مخلص مسلمان تھے۔ مظہر علی اظہر نے میانوالی کی جیل سے لے کر گورکھپور تک پنجاب کی تقریباً تمام جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ سی آئی ڈی کا انسپکٹر تھا، ملازمت چھوڑ کر شاہ صاحب کے ساتھ جماعت احرار میں شامل ہو گیا، شیعہ ہونے کے باوجود انہوں نے بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث بزرگوں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ لکھنؤ میں سنی کانفرنس کی صدارت کی، مدح صحابہ میں ایک کتاب بھی لکھی باوجود اس کے کہ وہ شیعہ مسلک رکھتا تھا۔ اُس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ خلقِ عظیم کے مالک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم۔۴) بیشک آپ بہت بڑے اخلاق پر ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ صاحبِ خلقِ عظیم کا مذہب اور صاحبِ مکارم اخلاق اور آئمہ دین میں سے کوئی بھی شر و کوش اور فتنہ انگیز نعرہ بازی اور مظاہروں کی اجازت نہیں دیتا جس میں صحابہ کرام کو گالیاں دی جائیں۔ خود حضرت علیؓ نے اپنے چار سالہ دورِ خلافت میں ایسی بیہودگی کے مظاہرہ کا حکم نہیں دیا، امام حسنؓ نے بھی اپنی چھ ماہ کی خلافت کے دور میں اس قسم کی لغویات کا حکم نہیں دیا، نہ اصحاب ثلاثہ پر تبرا کیا۔

مولانا مظہر علی اظہر نے مزید لکھا ہے کہ دین محمدؐ کا ہے اور اس کے بعد امو امیر اور آئمہ کا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''لکھنو اور ہندوستان کے دوسرے شیعہ لوگ سرسانی کیفیت میں مبتلا ہو کر مجنونانہ حرکات کر رہے ہیں، وہ جتنی جلدی ہوش میں آ جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔'' سرسانی کیفیت سے مراد تبرا کرنا، اصحاب رسول کی توہین کرنا، ازواجِ مطہرات کو ایمان سے خالی کہنا ہے۔ ان لوگوں کو سرسان کی بیماری لاحق ہے جس سے انہیں جلدی ہوش میں آنا چاہیئے۔ آگے چل کر مزید لکھا ہے کہ ''جن لوگوں کا خیال ہے کہ ہند اور بیرون ہند مسلمانوں کی ترقی اور سربلندی کے لئے اتحاد کی ضرورت ہے، انہیں سمجھنا چاہئے کہ مسلمانوں کی جو جماعتیں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی تعریف کے معمولی کلمات بھی برداشت نہیں کر سکتے اور جن کی ذہنیت اصحاب محمد کے بارے میں مصالحت اور مفاہمت کی روادار نہیں ہے، اُن کو ساتھ لے کر یا اُن کے ساتھ ہو کر اغیار کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا جا سکتا'' گویا ایسے لوگوں کی معیت میں اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کا کوئی پروگرام پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سکتا۔ کیونکہ ایک طرف تنگ دل اور تنگ نظر لوگ ہیں اور دوسری طرف ایسے لوگ ہیں جو تمام صحابہ کرام، اہل بیت اور ازواج مطہرات کا احترام ضروری سمجھتے ہیں۔ جو لوگ تبرا بازی کو مذہب قرار دیں، ناپسندیدہ نعرہ بازی اور شر انگیز مظاہروں کو جزو ایمان قرار دیں، اُن کی گندی پیشوائی میں اسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دی جا سکتی۔ یہ شیعہ عالم کی عبارت میں نے آپ کو پڑھ کر سنا دی ہے۔

چند اہم دینی مسائل

[س۔۱] یہ صاحب مسئلہ دریافت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سونے کی قیمت تین ہزار روپے ہے۔ کیا یہ سونا ایک ماہ کے ادھار پر دیا جا سکتا ہے جبکہ سونے کے بھاؤ میں روزانہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ اگر ایک ماہ میں سونے کا بھاؤ تین ہزار سے بڑھ جائے تو کیا اس حساب سے زیادہ رقم وصول کیا جا سکتا ہے؟

[ج] نہیں بھائی! جتنا سونا ادھار دیا تھا اتنا ہی لے سکتا ہیں، زیادہ نہیں۔

[س۔۲] یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے باپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے جبکہ اس بیوی کو طلاق دے کر دوسری بیوی کی تو اس سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں۔ ہمارا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اس کی جائیداد پانچ مرلہ کا ایک مکان ہے، اس کی تقسیم کیسے ہو؟

[ج] دونوں بیویوں کی اولاد یکساں ہیں۔ ساری اولاد کو ایک جتنا حصہ ملے گا۔ دونوں بیویوں کی اولاد میں کوئی فرق نہیں، البتہ اگر دوسری بیوی موجود ہے تو وہ بھی حصہ رسدی وراثت میں حق دار ہے۔

دعائیہ کلمات

بہت سے حضرات نے بیماروں کی صحت یابی اور فوت شدگان کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو صحت کاملہ نصیب فرمائے اور جو مسلمان وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کے سمجھنے اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۱۰، اگست ۱۹۹۰ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

قرآن کے متعلق ایک پادری کا اعترافِ حقیقت

جناب منشی عبد الرحمٰن خانؒ رقمطراز ہیں۔

''مشہور مسیحی پادری مسٹر ڈین سٹینلی لکھتا ہے۔

''قرآن کا قانون بلاشبہ بائیبل کے قانون سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے۔''(مشرقی کلیسا ص ۲۹)

(قرآن اور سائنس، سلسلہ خزینۂ بصیرت ج ۲ ص ۲۴۶ طبع ملتان)

اذان دینے والوں اور تلبیہ پڑھنے والوں کی قبروں سے اٹھنے کی حالت

الامام الحافظ شرف الدین عبد المؤمن بن خلف الدمیاطیؒ المتوفی ۷۰۵ھ لکھتے ہیں۔

''وَخَرَّجَ الطَّبَرَانِیُّ بِاِسْنَادِہٖ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ''

''بے شک مؤذنین اور تلبیہ پڑھنے والے اپنی قبروں سے اس حال میں اٹھیں گے کہ مؤذن اذان دے رہا ہوگا اور تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔(تلبیہ حج وعمرہ کے احرام کے ساتھ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ الخ پڑھنے والا)''

(المَتْجَرُ الرَّابِحُ فی ثَواب العَمَل الصَّالِح عربی ص ۴۱، طبع بیروت، لبنان)

دنیاءِ اسلام کی سب سے مختصر اور اعلیٰ سندِ حدیث

حضرت مولانا حافظ محمد میاں صدیقیؒ المتوفی ۱۴۴۴ھ ابن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ رقمطراز ہیں۔

''حضرت مولانا ادریس کاندھلوی کا سلسلہ سندِ حدیث نقشہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، اس کی ضروری تشریح یہ ہے۔

(۱) مولانا کاندھلوی مرحوم نے۔

(۲) اپنے والد ماجد مولانا حافظ محمد اسماعیل سے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۳) انہوں نے علامہ شیخ محمد عابد سندی انصاری مدنی سے۔

(۴) شیخ صالح العمری الفلّانی المدنی سے۔

(۵) شیخ محمد العمری الفلّانی سے۔

(۶) ابوالوفا احمد بن العجلی یمنی سے۔

(۷) مفتی مکہ قطب الدین سے۔

(۸) ابوالفتوح احمد بن عبداللہ طاؤسی سے۔

(۹) یوسف ہروی سے۔

(۱۰) محمد بن مشار بخت فارسی سے۔

(۱۱) ابوعثمان یحیٰ سمرقندی سے۔

(۱۲) ابوعبداللہ محمد بن یوسف فربری سے۔

(۱۳) امام حدیث محمد بن اسماعیل بخاری سے۔

مولانا کاندھلوی کی یہ سند تمام دنیاء اسلام کی اسناد میں سے سب سے مختصر اور اعلیٰ سند ہے، اور امام بخاری اور مولانا کاندھلوی کے درمیان صرف گیارہ واسطے ہیں......''

(تذکرہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ص ۲۸۸، طبع لاہور)

ڈارون کا نظریۂ ارتقاء اور اس کے نتائج

حضرت مولانا محمد تقی امینیؒ ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ رقمطراز ہیں۔

''اس نظریہ کے مطابق انسان حیوان کی ترقی یافتہ شکل ہے، یعنی انسان پہلے بندر تھا پھر رفتہ رفتہ دس لاکھ سال کی مدّت میں بتدریج ترقی ہوئی اور اس ترقی کے نتیجہ میں بندر نے انسان کی شکل اختیار کی، جسمانی ترقی کی طرح ذہنی ترقی بھی بتدریج ہوئی، چنانچہ تین ہزار سال قبل کے انسان کا دماغ بچوں جیسا تھا اور قوت متخیلہ مفقود تھی، پھر رفتہ رفتہ ذہنی وفکری ترقی ہوئی اور انسان عاقل وناطق کہلانے کا مستحق قرار پایا۔'' (لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر ص ۱۲۰)

''اس طریق کار سے فلسفہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، وہ اپنی مدت پوری کر کے لازمی طور سے میدان چھوڑ دے گا، البتہ مذہب کی راہ میں رکاوٹوں کے سنگِ گراں یقیناً حائل ہوجائیں گے۔ باقی جن لوگوں نے قرآنی آیات

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وتشریحاتِ نبویہ کو نظریۂ ارتقاء کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح مذہب کے ساتھ عداوت و دشمنی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ اس مرحلہ میں نہیں ہیں کہ ان کو جواب دیا جائے، یہ لوگ حالات و زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلنے والے اور تبدیلی کے ساتھ بدلنے والے ہیں، ان کا کوئی مستقل نظریہ اور مذہب نہیں ہے، بلکہ جو چیز رائج ہو کر چل پڑے وہی ان کا مذہب ہے اور جس کو غلبہ حاصل ہو جائے وہی نظریہ برحق ہے، ایسی حالت میں کیا توقع ہے کہ اپنے خیالات وافکار پر نظر ثانی کریں گے اور جواب سے کوئی نتیجہ برآمد ہوگا؟۔''

(لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر ص ۱۳۶، طبع دہلی انڈیا)

چڑیا اور چڑے کی منگنی

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی البصریؒ المتوفی ۴۵۰ھ رقمطراز ہیں۔

''حکایت کی گئی ہے کہ سلیمان بن داوٗد علیہما السلام کا ایک چڑے پر گزر ہوا جو ایک چڑیا کے ارد گرد گھوم رہا تھا، سلیمانؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کیا تم جانتے ہو کہ اس چڑے نے چڑیا سے کیا کہا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں اے اللہ کے نبی، سلیمانؑ نے فرمایا اس چڑے نے اس چڑیا کو اپنی منگنی کا پیغام دیا ہے اور اسے کہتا ہے کہ تو میرے ساتھ شادی کر لے، میں تجھے دمشق کے جن بالاخانوں میں تو چاہے گی ٹھہراؤں گا، سلیمانؑ نے فرمایا چڑے نے جھوٹ کہا ہے، کیونکہ دمشق کے بالاخانے چٹانوں کے بنے ہوئے ہیں، یہ اس کو وہاں ٹھہرانے کی قدرت نہیں رکھتا، لیکن ہر منگنی کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ (یعنی جو کسی چیز کی استطاعت نہیں رکھتا لیکن اس طرح کے سبز باغ دکھاتا ہے)''

(ادب الدنیا والدین عربی ص ۲۰۹، طبع بیروت، لبنان)

چیف جسٹس کی نفلی عبادت

امام محدث مؤرخ فقیہ قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی الصمیریؒ المتوفی ۴۳۶ھ لکھتے ہیں۔

''ابو یوسفؒ عہدہ قضاء سپرد کئے جانے کے بعد ہر روز دو سو رکعات (نوافل) پڑھتے تھے۔''

(اخبارُ ابی حنیفة وَاصحابه عربی ص ۹۳، طبع بیروت، لبنان)

دو عجیب اتفاقات

جناب محمد عبدالشاہد خان شروانیؒ اورینٹل لٹن لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ رقمطراز ہیں۔

''بخت و اتفاق کے سلسلے میں بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ اسی اتفاق کے تحت دو ایک واقعے جو دلچسپی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے خالی نہ ہوں گے اور سنتے چلئے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ بیت المقدس پر خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میمنت مہد سے اسلامی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ ۱۰۹۹ء میں عیسائیوں نے اس پر تسلط قائم کرلیا۔ گوڈفرے اور تنکروا س میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۱۱۸۷ء میں تقریباً ۹۰ سال کے بعد پھر علم اسلامی لہرا دیا۔ ہندوستان پر بھی اسی عیسائی قوم نے مکمل طور پر ۱۸۵۷ء میں قبضہ کیا۔ یہاں بھی فلسطین کی طرح صدیوں سے مسلمان ہی حکمران تھے۔ آیندہ سال ۱۹۴۷ء میں ۹۰ برس ہو جائیں گے۔ آثار بتا رہے ہیں کہ بیت المقدس کی طرح یہ بدقسمت ملک بھی غیروں کی غلامی سے اسی معیاد کے اندر نجات پا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اسی اتفاق کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ جس دن سلطان نے فلسطین فتح کیا ہے، ۲۷ رجب ۵۸۳ھ تاریخ تھی، سلطان نے نماز شکر اسی مسجد اقصیٰ میں ادا کی جس میں ۶۰۰ سال قبل شب معراج میں اسی تاریخ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت انبیاء کرام فرمائی تھی۔ کیا اس طرح سلطان نے ''الصلوٰۃ معراج المؤمنین'' کا رتبہ حاصل نہ کرلیا؟۔''

(مقدمہ کاروانِ خیال خطوط مولینا ابوالکلام آزاد و نواب صدر یار جنگ بھادر مولانا حبیب الرحمٰن شروانی ص ۳۰ و ۳۱ طبع لاہور)

عربی زبان قرآن وسنت کی تعلیمات تک براہ راست رسائی کا ذریعہ ہونے کے علاوہ اکثر مسلم ممالک کے ساتھ رابطہ وقربت کی زبان بھی ہے مگر قیام پاکستان کے بعد سے عربی اور ہماری قومی زبان اردو دونوں مقتدر طبقوں کے ناروا سلوک کا شکار ہیں جس کا تذکرہ عدالت عظمیٰ کے متعدد فیصلوں میں ہو چکا ہے......

انگریزی زبان کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں لیکن قومی زندگی کے ہر شعبے میں اردو زبان کو پس پشت ڈال کر انگریزی زبان کو ہر سطح پر آگے بڑھانے کی پالیسی تسلسل کے ساتھ جاری ہے اور قیام پاکستان کے بعد سے قوم کے دینی ونظریاتی تشخص کے ساتھ اس کا لسانی تشخص بھی مسلسل نظر انداز ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

گداگر اور مستحق سائلین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْo

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام وخواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم تیسویں پارہ میں سے ’’سورۃ الضحیٰ‘‘ کی آیت نمبر۱۰ تلاوت کی ہے، جس کی روشنی میں آج میں اپنے معاشرہ کے ایک اہم ترین مسئلہ ’’گداگری‘‘ کے بارہ میں کچھ ضروری باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، سوال کرنے کا مستحق کون ہے، قرآن وسنت اور شریعت میں سوال کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے کیا تعلیمات دی گئی ہیں، یہ ہمارے معاشرے کا ایک سلگتا ہوا مسئلہ ہے۔

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ ومفہوم

سب سے پہلے اِس آیت مبارکہ کا ترجمہ اور مفہوم عرضِ خدمت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے آپ کو حکم دیا ہے کہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ اور بہر حال مانگنے والے کو آپ مت جھڑکیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں یتیم ہوگئے تھے، یہ سب جانتے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہیں کہ ایک یتیم کتنی مشکل سے اپنی گزر بسر کرتا ہے، جس یتیم کے مخلص اعزہ وا قارب ہوں تو اس کیلئے تو سہولت ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ اس کو سنبھال لیتے ہیں، لیکن جس کا کوئی والی وارث نہ ہو، اس کیلئے بہت مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں، یتیم کو لوگ دھتکارتے ہیں اور سائل کو جھڑکتے ہیں، کیونکہ ایسی صورت میں انسان بسا اوقات محتاج اور ضرورت مند ہو جاتا ہے، اس کو کھانے پینے، پہننے اور رہنے کیلئے بنیادی اشیاء کی احتیاج ہوتی ہے، جو اسے کہیں سے میسر نہیں آ رہی ہوتیں اور وہ خود بھی انہیں حاصل نہیں کر پا رہا ہوتا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی کیفیت کو سامنے رکھ کر بات کو سمجھایا ہے، اس سے پچھلی آیت میں حکم ہوا کہ یتیم پر غصہ نہ کھائیں اور اِس آیت میں فرمایا کہ سائل کو نہ جھڑکیں۔

انسان کا مقصدِ حیات

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دنیا میں سب انسانوں کو آزمائش کیلئے بھیجا ہے، خود اس کا اعلان ہے کہ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا۔ (الملک۔۲) زندگی اور موت کی پیدائش اس لیے کی گئی ہے تاکہ آزمایا جائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور کون برے عمل کرتا ہے۔ اگر انسان فرشتوں جیسے ہوتے اور ان کو کھانے پینے وغیرہ کی حاجت نہ ہوتی تو سارے ہی نیک ہو جاتے اور ہر وقت اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہتے، لیکن انسانوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بشری تقاضے رکھے ہیں، کھانا پینا، پہننا، رہنا اور زندگی گزارنے کیلئے بے شمار ضروریات ہیں، یہ اس لیے ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ آزمائیں اور پرکھیں کہ اس آزمائش میں کون پورا اترتا ہے اور کون نہیں اترتا، پھر اس کے ساتھ ایک دوسری آزمائش اٹیچ ہے کہ وہ کسی کو مال دیتا ہے اور کسی کو نہیں دیتا، اسبابِ زیست از قسم خورد ونوش، لباس اور رہن سہن وغیرہ سب مال کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ وہ کچھ لوگوں کو مال دے کر آزماتا ہے کہ اس کے تقاضے پورے کرتے ہیں یا نہیں اور کچھ لوگوں کو مال نہ دے کر آزماتا ہے کہ وہ اس آزمائش میں پورا اترتے ہیں یا نہیں، غرضیکہ مالدار بھی آزمائش میں ہیں اور غرباء بھی آزمائش میں ہیں، اب ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم اس آزمائش پر پورا اترتے ہیں یا نہیں۔

حقیقی سائل کی دو نشانیاں اور حقوق

میں آج اس مختصر سی نشست میں آپ کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعلیمات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مانگنے اور نہ مانگنے کے حوالے سے کیا تربیت کی، سب سے بڑا نمونہ یہی ہے، صحابہ کرامؓ کو آپ نے جو تعلیمات دیں ان میں چند باتیں اُن ہی کے ساتھ خاص تھیں، لیکن اکثر و بیشتر باتیں ایسی ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جو قیامت تک آنے والی امت کی تعلیم وتربیت کیلئے ہیں۔حضور نبی اکرمؐ کی تعلیم وتربیت کا اُن پر کیسا اثر ہوا، اگر وہی تربیت آج مسلمانوں میں زندہ ہوجائے تو مسلمان اپنی حقیقت میں زندہ ہوجائیں۔

میں نے جو آیتِ مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے، اس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ مانگنے والے کو جھڑکیں مت۔ جب ہم اپنے گردوپیش میں نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں مانگنے والے قدم قدم پر کھڑے نظر آتے ہیں، پورا ملک ہی بھکاری بنا پڑا ہے، کوئی بھی نماز ہو اس کے بعد دو چار آدمی ضرور کھڑے ہوجاتے ہیں، کیا شریعت میں اس کی بھی کوئی حد ہے؟

بغداد کے مشہور مفسرِ قران علامہ محمود بن عمر آلوسیؒ نے اپنی قرآن کی تفسیر ''روح المعانی'' میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس مقام پر جس سائل کو نہ جھڑکنے کا حکم ہے وہ مخصوص سائل ہے، جس کی دو نشانیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مانگنے والا حقیقتاً محتاج اور ضرورت مند ہو اور دوسرا یہ کہ وہ نرمی کے ساتھ بات کرتا ہو۔ یہاں ایسے سائل کو جھڑکنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ بہرحال جو محتاج نہیں ہے اور اکڑ کر بھی بات کرتا ہے تو اس کو جھڑکا بھی جا سکتا ہے، جس کے مختلف طریقے ہیں، تاہم اخلاق کے دائرے میں ہی سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ضرورت مندوں اور محتاجوں کے بارے میں فرمایا وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ، لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (المعارج۔۲۴،۲۵) اور وہ لوگ جن کے مالوں میں حق مقرر ہے سائل اور محروم کا۔ اس میں فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور عام صدقہ وخیرات وغیرہ سب آتے ہیں کہ یہ اُن کا حق ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (الذٰریات۔۱۹) ان کے مالوں میں مانگنے والے اور جو مال کی نعمت سے محروم ہیں ان کا حق ہے۔

بھکاری کو انکار کرنے کا طریقہ

الغرض! جو صحیح ضرورت مند اور محتاج ہو اور نرمی سے بات کرتا ہو اس کو جھڑکنے کی ممانعت ہے، اس کا طریقہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمادیا ہے، قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى۔ (البقرۃ۔۲۶۳) دستور کے مطابق بات اور درگزر کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے، جس کے پیچھے تکلیف ہو۔

مطلب یہ کہ اگر کوئی محتاج اور ضرورت مند نرمی سے بات کرتے ہوئے آپ سے سوال کر رہا ہے اور آپ اس کو جھڑکتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں، گالم گلوچ کرتے ہیں اور اس کی بے عزتی کرتے ہوئے صدقہ وخیرات دیتے ہیں تو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اس صدقہ وخیرات سے بہتر ہے کہ آپ اس سے نیکی کی بات کرو اور اس سے معافی مانگ لو۔ اگر آپ کا ذہن بنتا ہے تو تعاون کرو، اگر ذہن نہیں بنتا تو اس کو نرمی سے سمجھاؤ کہ بھائی! تُو ٹھیک ٹھاک ہے، محنت مزدوری کر اور یہ کہو کہ بھائی! معاف کر، یہ اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت پہنچائی جائے کہ صدقہ بھی دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ چل اوئے، نکل اِدھر سے، پیچھے سے ماں بہن کی گالیاں بھی دیں اور بعض لوگ تو دھکے بھی دیتے ہیں اور تھپڑ بھی لگا دیتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہے کہ اس سے بہتر ہے کہ نیکی کی بات کرو اور معافی مانگ لو کہ معاف کرو بھائی۔

محتاجوں کی اعانت کے حوالے سے تعلیماتِ نبویؐ

ہمارے معاشرے میں دونوں طرف سے تجاوز ہو رہا ہے، مانگنے والے اکثر محتاج نہیں ہوتے، نرمی سے بات نہیں کرتے، بلکہ اکڑتے ہیں، ایک تو مانگ رہے ہیں اوپر سے اکڑ رہے ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوسری طرف والا ان کو برا بھلا کہتا ہے، یوں صحیح ضرورت مندوں کا حق بھی مارا جاتا ہے، بہت سے لوگ سفید پوش ہوتے ہیں، لیکن جب سب کو ایک ہی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو اُن کی بھی حق تلفی ہوتی ہے، حالانکہ صحیح محتاجوں اور ضرورت مندوں کیلئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اپیل کی ہے، آپ اندازہ لگائیں، ایک دفعہ ایک ضرورت مند وفد آیا تو آپ نے کھڑے ہو کر صدقہ وخیرات کی ترغیب دی تا کہ ان کے ساتھ تعاون کیا جائے، اسی طرح جنگ اور امورِ خیر کے بہت سے مواقع پر آپ نے ضرورت مندوں کیلئے اپیل کی ہے، لہٰذا فی نفسہٖ دیکھنا چاہئے کہ ضرورت مند کون ہے، اگر اللہ نے آپ کو دیا ہے تو آپ اُس پر خرچ کریں۔

جو ضرورت مند نہیں ہوتے، لیکن اللہ کا واسطہ ڈال دیتے ہیں، جو کہ سب سے بڑا واسطہ ہے، تو آدمی شش و پنج میں پڑ جاتا ہے، حضور نبی اکرمؐ نے ایک تو یہ تعلیمات دی ہیں کہ جو اللہ کے نام پر مانگے اس کو دے دو، بشرطیکہ آپ کے پاس گنجائش ہو۔ آدمی اگر غور کرے اور اپنے گریبان میں جھانکے کہ وہ اللہ کی کتنی نافرمانیاں کرتا ہے، اس کی کتنی حکم عدولیاں کرتا ہے، اس کے کتنے فرامین کو ہر روز پامال کرتا ہے، پھر بھی اللہ اس کو دیے جا رہا ہے، اس نے کبھی روکا نہیں ہے، اگر آدمی اپنے گناہوں اور اپنی کمزوریوں کی طرف توجہ کرے تو دوسرے کی کمزوریاں اس کو ہیچ نظر آئیں گی، لہٰذا ایسے سائل جن کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ آیا وہ محتاج ہیں یا نہیں ہیں، تو اپنے رویوں کو محتاط رکھنا چاہئے۔

آج کل لوگوں نے گداگری کو پیشہ بنا لیا ہے، جو کہ درست نہیں ہے، بعض مسافر اور ضرورت مند ہوتے ہیں، وہ مجبور ہوتے ہیں، پیشہ ور بھکاریوں کے ذیل میں اُن کا حق بھی مارا جاتا ہے، بہت سے مواقع پر ایسا ہوا، ایک مسافر کی جیب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کٹ گئی، وہ مجبور اور ضرورت مند ہے، لیکن اگر وہ کسی سے مانگتا ہے تو اگلے سمجھتے ہیں کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہے، حالانکہ وہ اپنے علاقے میں اچھا کھاتا پیتا ہے، لیکن فی الوقت مجبور ہو گیا ہے، ایسی صورت حال بھی پیش آ جاتی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ اور اپنی امت کے لوگوں کو یہ مسئلہ دونوں پہلوؤں سے بڑے احسن انداز سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

مانگنا کن صورتوں میں ناجائز ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس امت میں سب سے بڑے مفسر قرآن اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی یہ روایت ترمذی، ابوداؤد اور مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہے، حضور نبی اکرمؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس اتنا مال ہے جو اس کو کافی ہو اور اس کو دوسری چیزوں سے مستغنی کر دے تو اسے سوال نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس کا گزارا ہو رہا ہے، آپؐ نے فرمایا اگر ایسی صورت میں وہ سوال کرے گا تو اس کا یہ سوال قیامت والے دن اس کے چہرے پر ایک نقطے کی صورت میں ظاہر گا، خُمُوشٌ، قُدُوْحٌ کے الفاظ آتے ہیں، جیسے ناخنوں کے ساتھ کسی کو کھرچا اور نوچا ہوا ہو، اس طرح اس کا چہرہ نوچا ہوا ہوگا۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ! کتنا مال انسان کے پاس ہو تو اس کو سوال کی اجازت نہیں ہے، اس کی مقدار کیا ہے، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ پچاس درہم یا پچاس درہم کی مالیت کا سونا ہو۔ اس وقت یہی دو کرنسیاں ہوتی تھیں، درہم و دینار، دینار سونے کا ہوتا تھا اور درہم چاندی کا ہوتا تھا، درہم زیادہ چلتا تھا اس لیے اس کی مثال پہلے دی، غرضیکہ جس کے پاس اتنا مال ہو اس کو سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ اتنے مال سے اس کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے، وہ کھا پی سکتا ہے اور گزارا کر سکتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس ایک دن کا راشن موجود ہو تو اس کو بھی سوال نہیں کرنا چاہئے۔

ایک حدیث مبارکہ میں جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے مال کو بڑھانے کیلئے لوگوں سے سوال کرے، جیسا کہ آج کل بھکاریوں نے پیشہ بنا رکھا ہے، فرمایا کہ وہ مال کو اکٹھا نہیں کر رہا، بلکہ جہنم کے انگاروں کو اکٹھا کر رہا ہے، اس کو نوٹ نہیں مل رہے بلکہ جہنم کے انگارے مل رہے ہیں، آپ نے دونوں طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے اور بڑے عجیب انداز میں تعلیمات دی ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گداگری سے بچنے والے کیلئے جنت کی ضمانت

حضرت ثوبانؓ حضور نبی اکرمؐ کے جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی روایت نسائی وغیرہ میں موجود ہے، جناب رسول اللہؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جو آدمی مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ کسی سے مانگے گا نہیں تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ جس کو جناب رسول اللہؐ ضمانت دے دیں، اس کو اور کیا چاہئے۔ یہ سن کر حضرت ثوبانؓ نے فوراً کہا اَنا یا رَسُوْلَ اللّٰہِ، میں ایسے کروں گا اے اللہ کے رسولؐ حضورؐ نے پھر ان کو تاکید فرمائی کہ اگر تو ایسا چاہتا ہے تو پھر کسی سے سوال مت کرنا۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کی ایسے تربیت کی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا واقعہ

حضرت ابوذر غفاریؓ حضور نبی اکرمؐ کے جلیل القدر صحابی ہیں، اسلام لانے سے پہلے جزیرۃ العرب کے بڑے مشہور ڈاکو تھے، ایسے آدمیوں کی اصلاح بڑی مشکل سے ہوتی ہے، حضور نبی اکرمؐ نے ایسوں پر بڑی محنت کی ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی ''مسند احمد'' میں یہ حدیث نقل کی ہے، ایک دفعہ حضور نبی اکرمؐ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو بلایا، اس وقت آپ ان سے بیعت لینا چاہتے تھے، بیعت میں کچھ شرائط عائد کی جاتی ہیں، وعدہ لیا جاتا ہے کہ تم توحید پر قائم رہو گے، نماز پڑھو گے، فلاں کام نہیں کرو گے اور فلاں کام کرو گے، جب جناب رسول اللہؐ نے انہیں بیعت کیلئے بلایا تو فرماتے ہیں کہ آپ نے میرے لیے ایک عجیب شرط رکھی، جناب رسول اللہؐ آدمی کو دیکھ کر اسے سمجھتے تھے اور اس کے مطابق بات کیا کرتے تھے، کیونکہ جس آدمی کی زندگی ڈاکہ زنی اور لوٹ گھسوٹ میں گزری ہو، وہ جب سب کچھ چھوڑ دے تو اس سے بڑا محتاج کون ہوگا، جس کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے، نہ کاروبار ہے نہ کچھ اور ہے، وہ صرف ڈاکے ہی مارتا رہا ہے، ایسا شخص یہ کام چھوڑتا ہے تو بڑا محتاج ہو جاتا ہے اور اس کیلئے مستقیم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

جناب رسول اللہؐ نے جب ان سے بیعت لی تو صرف ایک شرط رکھی اور وہ یہ تھی تم کسی سے سوال نہیں کرو گے، آپؐ نے اُن کی وہی رگ پکڑی، کہتے ہیں کہ میں نے اس شرط کو تسلیم کیا قُلْتُ نَعَمْ، میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے مجھے یہ شرط منظور ہے، وہ بڑے لوگ تھے، حضور نبی اکرمؐ نے یہ شرط رکھنے کے بعد مزید تاکید کیلئے ایک اور شرط لگا دی، فرمایا کہ اگر تو کسی وقت سواری کے جانور پر سوار ہو اور تیرا چابک، یعنی گھوڑے کو مارنے والا کوڑا زمین پر گر جائے تو تُو کسی سے یہ کام نہیں کہے گا کہ یہ اٹھا کر مجھے پکڑاؤ، بلکہ خود نیچے اتر کر اس کو اٹھائے گا۔

عام لوگوں کے حوالے سے تو آپؐ نے یہ فرمایا کہ تم کسی سے سوال نہیں کرو گے، لیکن چونکہ ان کا ایک پس منظر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

تھا، اس لیے ان کو یہاں تک تاکید فرما دی، چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ ساری زندگی اس پر عمل پیرا رہے، نہ کبھی کسی سے مانگا اور اگر کبھی جانور پر بیٹھے ہوئے کوڑا نیچے گر گیا تو ان کے شاگرد اور بچے موجود ہونے کے باوجود کسی کو نہیں کہا کہ اسے اٹھا کر مجھے پکڑاؤ، بلکہ خود نیچے اتر کر پکڑتے تھے۔

حقیقی ضرورت مند کن لوگوں سے مانگے؟

حضور نبی اکرمؐ کے ایک اور جلیل قدر صحابی ابن الفارسیؓ کی یہ روایت مشکوٰۃ اور حدیث کی بہت سی کتب میں موجود ہے کہ یک مرتبہ وہ جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یارسول اللہ! کیا میں کسی سے سوال کرسکتا ہوں؟ ظاہر بات ہے وہ محتاج ہوں گے، انہیں ضرورت ہوگی، اسی لیے انہوں نے پوچھا ہوگا، نبی اکرمؐ نے فرمایا نہیں، یہ ایک پہلو ہے کہ آدمی ضرورت مند نہ ہو تو اس کو سوال نہیں کرنا چاہئے، لیکن ساتھ ہی جناب رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تجھے سوال کی ضرورت پیش آ ہی جائے، کیونکہ کسی وقت انسان محتاج ہو جاتا ہے، تو فَاسْئَلِ الصّٰلِحِیْنَ تو نیک لوگوں سے سوال کرنا۔ مسلمانوں میں بھی اچھے برے ہوتے ہیں۔ آپؐ نے نیک لوگوں سے سوال کرنے کا اس لیے فرمایا کہ صالح آدمی سخی ہوتا ہے۔ قرآن میں ان کی مختلف انداز میں تعریفیں کی گئی ہے۔ صالح آدمی حلال کماتا ہے اور دعا کرتا ہے، جناب رسول اللہؐ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کسی نیک آدمی سے مانگے گا تو وہ تجھے دے بھی دے گا، کیونکہ وہ سخی ہے اور تیرے لیے دعا بھی کرے گا کہ یا اللہ اس کی محتاجی ختم فرما، اور وہ حلال سے دے گا کیونکہ اس نے حلال کمایا ہوگا، جس میں تیرے لیے بھی برکت ہوگی اور اس کیلئے بھی برکت ہوگی، اس لیے فرمایا کہ نیک لوگوں سے سوال کرو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محتاج اور غیر محتاج کا فرق کرنا چاہئے، یہ اللہ نے آزمائش رکھی ہوئی ہے، ہر آدمی کو ایک ہی لاٹھی کے ساتھ نہیں ہانکنا چاہئے، اس سے ضرورت مندوں کا حق مارا جاتا ہے۔

ایک انصاری صحابیؓ کا واقعہ

نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ میں ایک واقعہ آیا ہے، حضرت انس بن مالکؓ حضور نبی اکرمؐ کے جلیل القدر صحابی ہیں، دس سال سفر وحضر میں انہوں نے آپ کی خدمت کی ہے، چھوٹے بچے تھے، گھر کے اندر اور باہر آپ کے خادم خاص تھے، وہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، یہ مدینہ منورہ کا واقعہ ہے جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں ایک انصاری آئے، انصاریوں میں سارے مالدار نہیں تھے، بعض کمزور بھی تھے، معاشرے میں ہر قسم کے طبقات ہوتے ہیں، انہوں نے جناب رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا میں سوال کرسکتا ہوں؟ یعنی کسی سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مانگ سکتا ہوں؟ جناب رسول اللہؐ نے بڑے عجیب طریقے سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی، آپ نے ان سے پوچھا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میرے گھر میں حِلْسٌ ، ایک ٹاٹ ہے، یہ اس ٹاٹ کو کہتے ہیں جو اونٹ کی پشت پر ڈالا جاتا ہے تاکہ اونٹ پر جو کجاوہ وغیرہ لکڑی کا رکھا جاتا ہے اس کی وجہ سے اس کو تکلیف نہ پہنچے، ہم اس کو چادر یا کمبل کہہ سکتے ہیں، کہنے لگے کہ اس کا استعمال یہ ہے کہ ہم رات کے وقت اسے تھوڑا سا نیچے بچھا لیتے ہیں اور جب سردی کا موسم ہوتا ہے آدھا اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔ دوسری چیز انہوں نے یہ بتائی کہ کَعْبٌ ایک لکڑی کا پیالہ ہے، قدیم زمانے میں پتھروں اور لکڑیوں کے پیالے بنتے تھے، کہنے لگے اس میں ہم پانی وغیرہ پی لیتے ہیں، ہمارے گھر میں بس یہ دو چیزیں ہیں۔

جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ دونوں چیزیں لے کر میرے پاس آؤ، حالانکہ وہ انصاری صحابیؓ جن کے پاس صرف ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے محتاج ہے، لیکن چونکہ وہ بڑے آدمی اور کامل الایمان تھے تو آپؐ نے ان کو اتنی رعایت بھی نہیں دی، امت کے لوگوں کیلئے تو یہ تعلیم دی کہ اگر پچاس درہم ہوں تو نہ مانگیں، کہاں پچاس درہم اور کہاں ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ، فرمایا کہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، وہ فوراً گھر گئے اور دونوں چیزیں لے آئے، آپؐ نے دونوں چیزوں کو پکڑ کر صحابہ کرامؓ کی مجلس میں یہ اعلان کر دیا کہ ان کو کون خریدے گا؟ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا کہ میں ان کو ایک درہم میں خریدتا ہوں، جناب رسول اللہؐ کو یہ ریٹ پسند نہ آیا، فرمایا مَنْ یَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا ، اس سے زیادہ کون لگائے گا، آپ نے دو تین مرتبہ ایسا کہا، چونکہ اس وقت پیسوں کی فراوانی نہیں تھی اس لیے کوئی اس سے زیادہ ریٹ لگانے کو تیار نہیں تھا، اس لیے آپ کو دو تین مرتبہ کہنا پڑا، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس کے دو درہم دوں گا، جناب رسول اللہؐ نے دو درہم لے کر دونوں چیزیں اس کو دے دیں۔

اب جو انصاری آپؐ کی خدمت میں آئے تھے، آپ نے دو درہم ان کو دیے اور ان کا استعمال بھی بتا دیا، فرمایا کہ ایک درہم سے اپنے گھر والوں کیلئے کھانے پینے کی چیزیں لو، کیونکہ ان کے گھر میں فاقہ تھا، اور دوسرے درہم سے بازار میں جا کر ایک کلہاڑی خرید کر لاؤ، انہوں نے ایسا ہی کیا، ایک درہم کا آٹا وغیرہ لے کر گھر دیا اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر آ گئے، آپ نے کلہاڑا پکڑا اور اس میں ایک لکڑی جسے دستہ کہتے ہیں، اپنے ہاتھ سے اس میں ٹھونسا، وہ کتنا مبارک کلہاڑا ہو گا جس میں جناب رسول اللہؐ نے اپنے دستِ اقدس سے دستہ لگایا، جب کلہاڑا تیار ہو گیا تو آپؐ نے اس انصاری سے کہا کہ یہ لو، اسے پکڑو، جنگل میں جاؤ، اس سے لکڑیاں کاٹ کر اکٹھی کرو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور بازار میں جا کر فروخت کرو، اس دور میں یہ بہت بڑی تجارت ہوتی تھی، جناب رسول اللہؐ نے یہ بھی فرمایا دیا کہ اس دوران مجھے پندرہ دن تک تُو نظر آئے، لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچو اور یہ کام کرتے رہو، چنانچہ وہ جنگل میں لکڑیاں کاٹتے اور انہیں بازار میں فروخت کرتے رہے اور پندرہ دن کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالانکہ صحابہ کرامؓ کا معمول یہ تھا اگر ایک دن بھی جناب رسول اللہؐ کے چہرے کو نہ دیکھتے تو ان کی پیاس نہیں بجھتی تھی، وہ بڑے مضطرب رہتے تھے، جو مدینہ منورہ میں رہتے تھے وہ تو ساری نمازیں آپ کے پاس پڑھتے تھے اور جو دور دراز رہتے تھے وہ دن میں کم از کم ایک دفعہ ضرور وہاں نماز پڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔

جب وہ انصاری پندرہ دن کے بعد جناب رسول اللہؐ کے پاس آئے تو ان کے پاس دس درہم اکٹھے ہو چکے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ ان کو خرچ کرو، انہوں نے کچھ کپڑے خریدے اور کچھ دیگر اشیاء خرید کر گھر والوں کی ضروریات پوری کیں، آپؐ نے ساتھ ہی یہ مسئلہ سمجھا دیا جو میرے موضوع سے متعلق ہے کہ تُو نے جو لکڑیاں کاٹ اور بیچ کر حلال کا پیسا کمایا ہے تیرے لیے یہ بات بہتر ہے اس بات سے کہ قیامت والے دن تیرا سوال کرنا ایک نقطے کی صورت میں تیرے چہرے پر ظاہر ہو جائے، بعض احادیث میں آتا ہے کہ چہرے پر گوشت ہی نہیں ہوگا، نوچا ہوا ہوگا، اس موقع پر جناب رسول اللہؐ نے یہ تعلیم دی کہ سوال کرنا درست نہیں ہے، لیکن بسا اوقات انسان محتاج ہو جاتا ہے، ضرورت مند ہو جاتا ہے۔

مانگنا کن صورتوں میں جائز ہے؟

آپؐ نے دیگر مواقع پر اور صورتیں بھی بتائیں، لیکن اس موقع پر تین آدمیوں کے بارے میں بتایا کہ سوال کرنا جائز نہیں، مگر تین قسم آدمیوں کیلئے جائز ہے۔

(۱) لِذِیْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ ایسا فقر وفاقہ میں مبتلا آدمی، جو اس کو مٹی میں ملا دے۔ یعنی کمائی کی کوئی صورت نہیں ہے، اپنی پوری کوشش کرتا ہے، لیکن کچھ نہیں ہو رہا، آزمائش میں ہے اور مٹی میں مل گیا ہے تو ایسے آدمی کیلئے سوال کرنا جائز ہے۔

(۲) اَوْ لِذِیْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ یا آدمی پر بڑا بھاری تاوان پڑ گیا ہے، تجارت میں ایسا ہو جاتا ہے کہ کبھی آدمی پر تاوان پڑ جاتا ہے، مثلاً کسی کی ضمانت دی اور اگلا بھاگ گیا اور یہ پھنس کر رہ گیا، اب اپنا سارا کچھ بھی بیچ دے تو پھر بھی تاوان پورا نہیں ہوتا، ایسی صورت میں آدمی بالکل محتاج ہو جاتا ہے، اس کیلئے سوال کرنا جائز ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۳) اَوْ لِذِیْ دَمٍ مُوْجِعٍ یا ایسا خون جو انسان کو درد میں مبتلا کر دے۔ کوئی ایسا کام ہو گیا جس سے کوئی آدمی مر گیا ہے، یہ کسی کو مارنا نہیں چاہتا تھا، مثلاً شکار کرنا چاہتا تھا غلطی سے کسی کو لگ گیا ہے تو اس پر دیت آئے گی، دیت میں تو بہت مال دینا پڑتا ہے، سو اونٹ، یہ اپنا سب کچھ بیچ بھی دے تو دیت نہیں ادا کر سکتا، تو ایسے شخص کیلئے بھی سوال کرنا جائز ہے۔

خلاصۂ کلام

مطلب یہ ہے کہ سوال کرنا بھی شریعت میں جائز ہے، لیکن اس کی حدود و قیود ہیں، اس کو پیشہ نہیں بنانا چاہئے، اسلام نے اس کی حدود متعین کر دی ہیں اور جناب رسول اللہؐ نے اس کا طریقہ بتلا دیا ہے، جبکہ پیشہ ورانہ گداگری کی جناب رسول اللہؐ نے بڑی ممانعت فرمائی ہے اور اس حوالے سے ہر پہلو کی تعلیمات دی ہیں اور صحابہ کرامؓ نے ان پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ آج مانگنے والوں کی طرف سے بھی اور دینے والوں کی طرف سے بھی زیادتی ہو رہی ہے، مانگنے والے محتاج نہیں ہیں اور دینے والے اللہ کے نام پر بھی گالی گلوچ کر کے دیتے ہیں، اگلے کی توہین کرتے ہیں، اگر نہیں دینا تو جیسا کہ اللہ نے فرمایا قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ نرمی کی بات کرو اور اس کو سمجھا دو کہ بھائی تو ٹھیک ٹھاک ہے، جا کر کمائی کر اور اس کو کہو خدا کیلئے معاف کر دو، لیکن اس کی بجائے اگر صدقہ دینے کے بعد اس کو اذیت دے،، برا بھلا کہے، طعنہ زنی کرے، احسان جتلائے اور اس سے اپنے ذاتی مفادات حاصل کرے تو اس کی شریعت میں ممانعت ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایک اہم دینی مسئلہ

[س] وسیم صاحب مسئلہ پوچھ رہے ہیں کیا ایصال ثواب کیلئے دیا ہوا مال صرف وہ لوگ کھا سکتے ہیں جن کو صدقہ وزکوٰۃ لگتے ہیں یا پھر ہر کوئی کھا سکتا ہے؟

[ج] بھئی! ایصال ثواب کا مال صرف مستحقین کھا سکتے ہیں، وگرنہ تو ایصال ثواب کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اگر مالدار ہی کھاتے ہیں تو گھر میں ہی رکھ لیں، ان کو کھلانے کی کیا ضرورت ہے، ایصال ثواب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو زکوٰۃ وصدقہ وخیرات کے مستحق ہیں ان کو دیا جائے۔ صاحب مال اور صاحب حیثیت لوگوں کو اس میں سے نہیں کھانا چاہئے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دعائیہ کلمات

ہمارے ایک دوست ہیں فاروق شیخ صاحب، ان کی اہلیہ اسی ہفتہ میں وفات پا گئی ہیں، بڑی نیک خاتون تھیں، صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی غلطیاں کوتاہیاں معاف فرمائے جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ والدہ محترمہ کی صحت کیلئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں میرے والد صاحب کی دائیں ٹانگ میں درد ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو شفاء کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ حاجی اسلم کھوکھر شدید بیمار ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ بھائی عبدالقیوم صاحب کیلئے دعا فرمائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بھی صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔

یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ سورۃ العصر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر کے بارے میں درس دیں اور صبر کے بارے میں تلقین کریں، بھئی! اگر میں اب درس دوبارہ شروع کروں تو جمعہ کا ٹائم ایک گھنٹہ اور بڑھ جائے گا، لہٰذا آئندہ جمعہ اس موضوع پر بیان کر دوں گا، ان شاء اللہ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام بیماروں کو شفا عطا فرمائے، جو وفات پا چکے ہیں ان کی بخشش ومغفرت فرمائے، ملک کے حالات کو درست فرمائے، جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دینِ حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۳، فروری ۲۰۱۷ء)

جب آج جیسے وسائل اور سہولتیں تصور میں بھی نہیں آسکتی تھیں تب ہمارے بزرگوں نے دینی علوم اور روحانی فیوض کے فروغ کیلئے دینی مدارس اور خانقاہوں کی صورت میں جو صبر آزما محنت کی ہے وہ یقیناً ان حضرات کی کرامت ہی شمار ہوگی اور اسے اسلام کی صداقت وعظمت کا اظہار ہی مانا جائے گا۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد حذیفہ خان سواتی

تعزیتی پیغامات

حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد

’’حضرت مولانا صوفی محمد ریاض خان سواتی ۷ ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ بمطابق ۲۸ مئی ۲۰۲۳ء صبح ساڑھے آٹھ بجے دنیا سے عقبیٰ کی طرف روانہ ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولائے کریم مرحوم کی کامل بخشش فرمائے، درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے، لواحقین ومتعلقین کو صبر عظیم عطا فرمائے، آمین۔

قحط الرجال کے اس دور میں رجال کار کا چلے جانا یقیناً ایک بڑا نقصان ہے، حضرت مولانا صوفی محمد ریاضؒ جیسے بااخلاق، ملنسار اور سادگی پسند افراد یقیناً معاشرے اور اداروں کے لیے بہت خصوصیت کے حامل ہوتے ہیں، ان خصوصیات کے ساتھ ساتھ خاندانی شرافت اور مزاج کی لطافت نے حضرت صوفی صاحبؒ کی شخصیت کو چار چاند لگا دیے تھے، صحیح معنوں میں خادم العلماء والطلباء کے مصداق تھے، اللہ کریم اپنی خاص رحمت سے نوازے، آمین۔ مرحوم حافظ، قاری اور عالم دین تھے، تدریس کے ساتھ ساتھ جامعہ نصرۃ العلوم کے ناظم تھے، درویش منش انسان تھے، جامعہ نصرۃ العلوم کے ایک مضبوط ستون تھے، اپنے مادر علمی اور اکابر کی نشانی جامعہ نصرۃ العلوم کی خدمت اور سیرابی میں مگن رہے اور تادم آخر اسی عظیم مشن پر قائم رہے، اپنے تمام گرامی قدر برادر کا اعتماد حاصل تھا، کبھی بھی اور کسی بھی خدمت کے لیے ہر وقت دستیاب رہتے، بلاشبہ یہ سعادت کی زندگی اور سعادت کی موت ہے، اللہ پاک اس کا بہترین بدل عطا فرمائے، آمین۔

بحمداللہ تعالیٰ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ اور جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا باہمی عقیدت ومودت کا دیرینہ تعلق اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ یہ دو عظیم مراکز قدیم ہیں، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہما اللہ اور ہمارے والد گرامی خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے باہمی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مراسم دیدنی تھے، یہ سلسلہ خیر آج بھی جاری ہے، یہ لازوال اور بے لوث تعلق ہم سب کے لیے گراں قدر سرمایا ہے، فقیر کی جب بھی گوجرانوالہ حاضری ہوتو جامعہ نصرۃ العلوم حاضری کو سعادت سمجھتا ہے اور حضرات زید مجدھم کی زیارت اور ملاقات کو باعث سعادت سمجھتا ہوں، اسی نسبت سے تمام احباب اور حضرات سے قلبی محبت ہے، حضرت مولانا صوفی محمد ریاض خان سواتیؒ کی وفات کی اطلاع پر دلی طور پر رنجیدہ اور غمگین ہونا فطری تھا، اللہ کریم موصوف کو کروٹ کروٹ راحتیں نصیب فرمائے، آمین۔

بحمد اللہ فقیر تعزیت کے لیے مورخہ ۴ جون ۲۰۲۳ء کو جامعہ نصرۃ العلوم حاضر ہوا، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم اور رئیس الجامعہ حضرت مولانا فیاض خان سواتی زید مجدہم، موصوف کے صاحبزادگان اور جامعہ کے اساتذہ سے تعزیت کی، یقیناً حضرت مولانا صوفی محمد ریاض رحمہ اللہ کی اچانک وفات اور جدائی کا غم بہت بڑا ہے، اس حادثہ پر تمام خانوادہ اور اساتذہ جامعہ تعزیت کے مستحق ہیں۔

ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیء عندہ باجل مسمی۔

اللہ کریم اس عظیم حادثہ فاجعہ پر جملہ لواحقین اور پسماندگان کو صبر عظیم عطا فرمائے، مرحوم کی قبر کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنائے، اکابر کے اس گلستان کی باغ و بہار کو قائم و دائم رکھے، حوادثات زمانہ سے مامون فرمائے، تا قیام قیامت اس کے فیض کو عام و تام فرمائے، آمین۔

والسلام

فقیر ابوالسعد خلیل احمد عفی عنہ

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی

حال مقیم مکۃ المکرّمہ زاداللہ شرفاوعزا

۵، ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ''

مولانا عبد الرشید سواتی

''محترم المقام استاذی وسندی حضرت مہتمم صاحب جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ناظم صاحب کے سانحہ ارتحال کا علم ہوا واٹس ایپ کے ذریعے۔ بندہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میٹرک کی ڈیوٹی پر مامور تھا، جس کی وجہ سے نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا۔ ہم آپ کے غم میں برابر شریک ہیں، باقی برادری والے جنازہ میں شریک ہو گئے تھے، لیکن میں اس سعادت سے محروم رہا۔ فاتحہ خوانی کیلئے ضرور حاضر ہوں گا، اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، یہ صرف نہ آپ کیلئے بلکہ تمام اہل علم کیلئے سانحہ عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ عطا فرمائے۔

اللّٰهم اغفرله وارحمه فی جنت الفردوس، آمین۔

فقط والسلام

عبدالرشید سواتی

خطیب مرکزی جامع مسجد بجال

S.T.T گورنمنٹ ہائی جیتباں مانسہرہ

نوٹ! ناظم صاحب کا ایک خط بھی ملا ہے اور ساتھ خاندان کا نسب تحقیق شدہ ملا ہے، وہ بھی ارسال خدمت میں، حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ کی عطا کردہ افتاء کی سند بھی موجود ہے، وہ ارسال کروں گا۔''

''علامہ عبدالرشید ترابی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی؟

صورت احوال آنکہ آپ کا تحریر کردہ خط ملا، پڑھنے کے بعد یہاں تک ٹھنڈک محسوس ہوئی، یقیناً آپ کا بڑا مجاہدہ ہے کہ آپ برف باری میں اپنی چھٹیاں گزار رہے ہیں۔ باقی والد صاحب کی صحت پہلے کی بنسبت کچھ بہتر ہے، کمزوری کافی ہے، دعاؤں کی درخواست ہے۔ دورۂ تفسیر والے طلباء کی کافی رونق ہے، پندرہ رمضان کو اختتام ہو رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آپ کو وفاق میں کامیاب ہونے کی بہت بہت مبارک ہو۔ اگر واپسی پر بغیر مٹھائی کے آئے تو باقی باللہ مدرسہ میں داخل نہیں ہونے دے گا، یاد رکھنا وگرنہ ہم دوبارہ واپس کر دیں گے۔

آخر میں سب دوست احباب کی طرف سے دعاؤں کی بھرپور درخواست اور عقیدت مندانہ سلام۔

فقط والسلام

احقر محمد ریاض خان سواتی

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا عبد المعبود

”(جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات راولپنڈی)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت اقدس حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی زیدفضلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عافیت مدام مطلوب!

برادر عزیز مولانا محمد ریاض خان سواتی نور اللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال کی خبر صائقہ اثر سے آ گاہی ہوئی اور دلی صدمہ اور دکھ ہوا، یقیناً آپ حضرات بھی انتہائی غم والم سے دوچار ہوئے ہیں، لیکن تقدیر کے سامنے سب بے بس ہیں، اللہ رب العزت آپ کو اور مرحوم کے اہل خانہ کو، جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت مرحوم کی جملہ حسنات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور کمزوریوں سے صرف نظر فرمائے۔ میرے دونوں بیٹے مولانا خلیل الرحمٰن اور مولانا مسعود الرحمٰن بھی آپ سے تعزیت کر رہے ہیں۔ پیرانہ سالی اور بیماری کے باعث حاضر خدمت ہونے سے قاصر ہوں اور معذرت خواہ ہوں۔

محمد عبد المعبود عفا اللہ عنہ

معرفت جاوید نتال سنٹر دوکان 672

آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد

۱۲، ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ/۲، جون ۲۰۲۳ء“

مولانا مفتی محمد ادریس

(۱)

”مرنے والے خوب چھوٹے گردش ایام سے

سو رہے ہیں پاؤں پھیلائے ہوئے آرام سے

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ناظم صاحب اور مفسر قرآن شیخ مولانا عبد الحمید خان سواتی صاحبؒ کے فرزند ارجمند مولانا ریاض خان صاحب سواتی خدا کے حضور پہنچ گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غم کی اس گھڑی میں ہم دل کی گہرائیوں سے مدرسہ نصرۃ العلوم کے اساتذہ کرام اور طلباء عظام اور متنسبین،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

متعلقین خصوصاً شیخین کریمینؒ کے خاندان سے تعزیت کرتے ہیں۔

''ہم ہیں شریک غم تمھارے''

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب صفدر قدس اللہ سرہ میرے استاذ الاساتذہ ہیں اور شیخ الحدیث مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، چھچھ سے انہیں نسبت حاصل رہی ہے، ہمارے خاندان کے شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحبؒ انکے خلیفہ مجاز تھے، جبکہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید خان سواتی صاحبؒ ہمارے چھچھ کے استاذ الکل شیخ الحدیث مولانا محمد صابر صاحبؒ کے استاد تھے۔

مجھے نسبتوں کا بڑا الحاظ رہتا ہے، اللہ جانے والے قدسی صفات بزرگوں کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، آمین اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، آمین۔''

(۲)

''السلام علیکم محترم المقام حضرت مولانا صاحب زیدت معالیکم، مزاج بخیر!

محبوب مکرم امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صاحب صفدرؒ کی صاحبزادی کی رحلت کا سنا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ انکی کامل مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

یہ سال آپ کے خاندان کے لئے عام الحزن ہے۔

پے در پے غم سیلاب کے پانی کی طرح آرہے ہیں۔ خدا عافیت والا معاملہ فرمائے، آمین۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت میں فرمائے، آمین۔

مجھے خود آپ کے خاندان سے قلبی تعلق ہے اگر چہ براہ راست مجھے آپ کے خاندان سے پڑھنے کا موقع نہیں ملا، البتہ امام اہلسنتؒ اور مفسر قرآنؒ کی تصانیف سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔

میرے اساتذہ کرام شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحبؒ آف حضرو اور قاری چمن محمد صاحب مدظلہ وغیرھم انکا بہت ذکر خیر فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کو علم اور خدمت دین کی وجہ سے محبوب بنایا ہے۔

جلدی جلدی یہ چند کلمات لکھ لئے ہیں امید ہے آپ میری تعزیت کو قبول فرمائیں گے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

والسلام

از محمد ادریس ہڑلنگڈن برطانیہ''

حاجی ملک محمد عارف

''مولانا محمد ریاض خان سواتیؒ سے جب سے دوستی ہوئی، جو دن بھی گزرا پہلے سے اچھا گزرا۔۱۹۹۴ء کو جب میں عمرے کیلئے گیا تو سواتی مرحوم بھی میرے ساتھ تھے، حج مبارک قریب تھا، مرحوم نے اپنے تعلقات کی وجہ سے حج کی اجازت حاصل کر لی اور ہم نے عمرے کے ساتھ ساتھ حج کی بھی سعادت حاصل کی، ہم چار ماہ سے زائد عرصہ سعودی عرب میں رہے، ایسا پُر لطف وقت گزرا جو اپنے گھر میں بھی نہیں گزرتا، یہ سفر بہت یادگار تھا۔

جب بھی ماہِ مقدس کا مہینہ آتا تو سحری وافطاری کا پروگرام بننا شروع ہو جاتا، میں جب بھی اعتکاف بیٹھتا وہ اپنے گھر کی بجائے مسجد کے صحن میں دوستوں کے ساتھ افطاری کرتے، اس بار بھی میں نے جامعہ نصرۃ العلوم میں اعتکاف کیا تو پورے دس دن انہوں نے میرے ساتھ ہی مسجد میں سحری اور افطاری کی۔

حاجی ریاض سواتی صاحبؒ نے ۲۰۰۷ء کو بھی ہمارے ساتھ عمرہ کی سعادت حاصل کی اور ہم نے اللہ کے گھر میں اکٹھے دس دن کا اعتکاف کیا۔ مرحوم جب ہسپتال میں داخل تھے، انہوں نے اپنے بچے اسامہ کو کہا کہ یہ میرے بہت ہی اچھے ساتھی ہیں، ان کا اِس ادارے کے ساتھ پرانا اور گہرا تعلق ہے۔

مرحوم کا اپنے بڑے بھائی جانشینِ مفسر قرآنؒ حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ بڑے ہی احترام کا تعلق تھا، جب بھی مرحوم کو کسی عہدہ کی پیشکش ہوتی تو فوراً یہ جواب ملا کہ بڑے بھائی ہی اس کے لائق ہیں، ایسے معاملات میں وہ چٹان کی طرح درمیان میں کھڑے ہو جاتے تھے۔

میں کیا کیا بیان کروں، بس آخر میں یہ لکھوں گا کہ ایسے انسان کم ہی پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

حاجی ملک محمد عارف

ممبر چیمبر آف کامرس گوجرانوالہ

معروف تاجر سٹین لیس سٹیل

۲۴، جولائی ۲۰۲۳ء''

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حافظ محمد آصف حنفی

سن ۲۰۱۱ء میں میرے محسن و مربی حضرت مولانا صوفی ریاض خان سواتیؒ نے مولانا جاوید عثمانی صاحب کو جو میرے استاد بھی ہیں، فون کیا کہ ہمیں ادارہ کے لیے ایک محنت کش فرمانبردار خادم مہمان خانہ کی ضرورت ہے، آپ جلد از جلد تلاش کریں تا کہ خادم کی جو کمی جامعہ کو محسوس ہو رہی ہے، جلد پوری ہو جائے چنانچہ استاد محترم مولانا جاوید عثمانی صاحب نے مجھ فقیر کو فون کیا اور جامعہ کے متعلق جو ضروری باتیں تھیں وہ سامنے رکھیں، جن کو سن کر میرے چہرے پر مسرت و فرحت کے اثرات نمودار ہونے لگے اور یہ خوشی کے اثرات کیوں نہ آتے، جامعہ نصرت العلوم کا خادم ہونا میرے لئے باعث شرف تھا۔

کہاں میں اور کہاں جامعہ نصرت العلوم اور شیخینؒ کا بہت فیض و برکات و انوارات و تجلیات میں اپنی قسمت پہ فخر محسوس کرنے لگا، دل میں یہ خواہش اور آرزو تشنہ تھی کہ میں بھی کبھی اتنے بڑے ادارے کی خدمت کر سکوں گا۔

اور وہ آرزو تکمیل کو پہنچی۔ یوں جمعہ کے دن میں صبح ۹ بجے جامعہ میں حاضر ہوا اور حضرت ناظم صاحب سے ملاقات کی اور حضرت ناظم صاحب کے ساتھ مہمان خانہ میں ناشتہ کیا، پہلی ہی ملاقات میں حضرت ناظم صاحب کو انتہائی ملنسار، خوش مزاج، با اخلاق عادات وصفات کا سرچشمہ پایا اور میں نے گھر کے ضروری امور نمٹانے کے لیے حضرت ناظم صاحب سے ایک ہفتہ کے لیے اجازت لیکر گھر روانہ ہوا اور ایک ہفتہ بعد جامعہ حاضر ہوا، حضرت ناظم صاحب خود مجھے لے کر حضرت مہتمم صاحب کے دفتر میں تشریف لے گئے، حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کر کے میرے آنے کا مقصد بیان فرمایا، یہ سن کر حضرت مہتمم صاحب فرمانے لگے، ہاں بھائی مدرسے کی خدمت کرنا چاہتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت خاندانِ سواتی اور اتنے بڑے ادارے کی خدمت کرنا اپنے لئے شرف اور سعادت سمجھتا ہوں۔ اور حضرت مہتمم صاحب نے اس خدمت کے لئے مجھے منتخب فرما لیا، اس دن سے لے کر آج تک ۱۳ سال ہو گئے، مجھے اس ادارے کی خدمت کرتے ہوئے، کبھی بھی حضرت مہتمم صاحب اور حضرت ناظم صاحب نے نہ تو جھڑکا بلکہ پیار سے سمجھاتے اور اصلاح فرماتے رہے ہیں، ان حضرات کی اس طرح بے پناہ محبتوں نے بندہ کو کبھی افسردہ اور غمگین نہ ہونے دیا اور عرصہ تیرہ سال سے ان حضرات کی بے پناہ محبت اور شفقت سے مستفید ہو رہا ہوں، اللہ کریم حضرت ناظم صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، اور حضرت مہتمم صاحب دام مجدہ کا صحت و عافیت کے ساتھ سایہ عاطفت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیوبندیت علم وتقویٰ اور اتباعِ سنت کے مجموعے کا نام ہے، میں نے دیوبندیت کے پرانے اکابر کو تو نہیں دیکھا لیکن مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ کو ان خصائل کا پیکر دیکھ کر اس نظریہ کی تصدیق کی ہے اور یہ ہی سلسلہ آگے منتقل ہوا تو مذکورہ عناصر ثلاثہ کی عملی صورت حضرت صوفی صاحب میں نظر آئی۔

میرے سر سے حضرت ناظم صاحبؒ کی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں کا سایہ اٹھ گیا۔ حضرت ناظم صاحب کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت مہتمم صاحب اپنی بے پناہ محبتوں اور شفقتوں کا ہاتھ میرے سر پر رکھے ہوئے ہیں، حضرت ناظم صاحب کی زندگی کا اکثر حصہ قرآن وحدیث پڑھانے اور مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے گزرا، آپ اپنے والد محترمؒ کے لگائے ہوئے گلشن جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے مالی تھے۔

جہاں کے گلوں کو آپ نے دن رات محنت کر کے اپنے خون پسینے سے سینچا اور قیامت تک کے لیے اپنے لیے صدقہ جاریہ کا ذریعہ بنا دیا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ جل شانہ اس گلشن کو تا دیر شاد و آباد رکھے۔

دنیا متاع الغرور اور دھوکے کا گھر ہے، موت ایک اٹل حقیقت ہے، جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، حکمِ خداوندی کے آگے سب بے بس ہیں۔ منجانب: خادم محمد آصف حنفی

محمد بوٹا چوہدری

”مولانا محمد ریاض خان سواتی مرحوم بہت ہی خوبیوں والے انسان تھے، کیوں نہ ہوں، ان کے والد محترم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ اور تایا حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے جو مقام پایا کیا وہ کم تھا، سواتی مرحوم کے بارے میں ممتاز عالم دین اور مذہبی سکالر جانشین امام اہل السنۃؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی نے کہا تھا کہ میں جس اجلاس میں نہ پہنچ سکتا، وہاں مولانا محمد ریاض خان سواتی کو بھیج دیتا تھا، جب بھی ضلعی انتظامیہ امن وامان کے حوالے سے یا کسی اور وجہ سے اجلاس بلاتی تو ممبر امن کمیٹی ہونے کی وجہ سے سواتی مرحوم بھی اس میں شرکت کرتے، وہ اجلاس کی رونق ہوا کرتے تھے اور ان کے آنے سے اجلاس میں ہل چل پیدا ہو جاتی تھی۔

لکھنے کو تو بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، لیکن صرف ایک خوبی بیان کرنے پر اکتفاء کروں گا کہ جب بھی رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہوتا تو وہ افطاری گھر کی بجائے مسجد میں دوستوں کے ہمراہ کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے تمام گناہ معاف فرمائے، آخر میں یہ ذکر نہ کرنا زیادتی ہوگی کہ مرحوم کے پورے خاندان کی دینی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نوٹ ! مرحوم کے انتقال کی خبر گوجرانوالہ کے معروف اخبار ''روزنامہ سماج'' اور اس کے علاوہ ملک بھر کے دیگر بیسیوں اخبارات میں شائع کی گئی، جن کا تذکرہ گزشتہ شمارے کے تعزیتی پیغامات والے مضمون میں کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے، آمین یارب العالمین۔

محمد بوٹا چوہدری

چیف ایڈیٹر ماہنامہ عوامی قاصد گوجرانوالہ

۱۵، جولائی ۲۰۲۳ء''

وفیات

(۱) گزشتہ ماہ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی بڑی صاحبزادی، حاجی سلطان محمود صاحب کی اہلیہ، حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب کی بڑی بہن اور ہماری تایا زاد ام عدیل عمران شہیدؒ کا اسلام آباد میں انتقال ہو گیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ کچھ عرصہ سے اسلام آباد میں زیر علاج تھیں، ان کی نماز جنازہ اچھڑیاں ضلع مانسہرہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اقتداء میں ادا کرنے کے بعد ان کو وہاں ہی سپرد خاک کر دیا گیا ہے۔

(۲) جامعہ نصرۃ العلوم کے مدرس مولانا ظفر فیاض کی پھوپھی گزشتہ سے پیوستہ ماہ گوجرانوالہ میں انتقال فرما گئی ہے، مرحومہ نیکوکارہ، صالحہ اور بے اولاد تھی۔

(۳) گزشتہ ماہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ سابق مہتمم جامعہ فاروقیہ وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی اہلیہ محترمہ کراچی میں انتقال فرما گئی ہیں۔

(۴) ہمارے ہمسائے حافظ کامران کے والد چوہدری محمد اکرم بھی گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے ہیں، مرحوم اور ان کا پورا خاندان ہمارے بزرگوں کے معتقدین اور جامعہ کے محبین میں سے ہیں۔

(۵) جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل مولانا حافظ اکرام الحق اعوان کے ماموں قاری عبد الرحیم بھی گزشتہ ماہ لاہور میں انتقال فرما گئے ہیں۔

قارئین کرام سے ان تمام وفات پانے والے خواتین حضرات کے لیے بخشش ومغفرت کی دعا کی درخواست ہے۔ (فیاض)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گفتگو: مولانا زاہد الراشدی

تحریر و ترتیب: حافظ کامران حیدر

اسوۂ فاروق اعظمؓ اور معاشی نظام

(۲ محرم الحرام کو مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب)

بعد الحمد والصلوٰۃ!

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف صحابی ہیں حضرت معاذ بن جبلؓ، ان کا تذکرہ ہم روایات میں سنتے رہتے ہیں، معروف انصاری صحابی ہیں۔ انہیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں یمن کا گورنر مقرر کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی آپ یمن کے گورنر رہے۔ یمن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کنٹرول میں آ گیا تھا اور ریاست مدینہ کا حصہ بن گیا تھا۔ یمن کا اکثر حصہ دعوت کے ذریعہ دائرہ اسلام میں آیا۔ یمن کے بڑے بڑے خاندان بنوحمیر، اشعری، دوس وغیرہ قبائل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کا گورنر حضرت معاذ بن جبلؓ کو اور دوسرے حصے کا گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو مقرر کیا تھا۔

ان دونوں کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ دونوں بزرگ بڑے قاریوں میں سے ہیں۔ قرآن مجید کی قرأت کے حوالے سے جن پانچ چھ صحابہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی ہے کہ یہ قرآن مجید اچھا پڑھتے، ان سے قرآن مجید سیکھو، ان میں یہ دونوں بزرگ بھی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے بارے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا لقد اوتیت مزمارا من مزامیر اٰل داؤد۔ ابوموسیٰ! تمہارے گلے میں سے حضرت داؤد علیہ السلام کی سرفٹ ہوگئی ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے زیادہ خوش آوازی اور ترنم حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا۔ زبور حمد کی کتاب ہے، حمد یہ کلام ہے، جس میں مختلف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زاویوں سے اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اسے پڑھا کرتے تھے۔ لحنِ داؤدی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے تھے تو پرندے فضا میں رک جایا کرتے تھے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا تمہیں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کا گلا مل گیا ہے، اچھا پڑھتے ہو۔

یہ دونوں یمن کے گورنر تھے۔ ایک دن ان دونوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے سے معمولات کے متعلق پوچھنے لگے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے پوچھا کہ آپ قرآن مجید کیسے پڑھتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت میں آپ کا معمول کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ کھڑے، بیٹھے، چلتے پھرتے ہر حالت میں پڑھتا رہتا ہوں۔ بعض مزاج ایسے ہوتے ہیں۔ اس کی ہمارے ہاں ایک مثال مولانا حافظ شفیق الرحمٰن صاحب تھے جو مجھ سے پہلے یہاں مرکزی جامع مسجد میں رمضان المبارک میں قرآن سناتے تھے، انجمن نصرۃ الاسلام جامع مسجد نور و مدرسہ نصرۃ العلوم کے صدر رہے ہیں، سید نگری بازار میں ان کی دکان تھی۔ میں نے ان کو دیکھا کہ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے تھے، آتے جاتے، بیٹھے، لیٹے، سودا بیچتے ہوئے ہر حالت میں پڑھتے رہتے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے پوچھا کہ آپ قرآن مجید کیسے پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے تو ایسے چلتے پھرتے نہیں پڑھا جاتا۔ پہلے میں آدھی رات سوتا ہوں، پھر اٹھتا ہوں، وضو کرتا ہوں، تازہ دم ہو کر مصلے پر بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر قرآن مجید پڑھتا ہوں۔

جو بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنے صوبے سے زکوٰۃ، عشر وغیرہ مختلف مدات سے جو سالانہ آمدنی وصول ہوتی تھی تو انہوں نے ایک بار اس کا کچھ حصہ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ مؤرخین بتاتے ہیں کہ صوبے کی سالانہ آمدنی کا ایک تہائی مدینہ منورہ مرکز کو بھیج دیا اور دو تہائی اپنے اخراجات کے لیے رکھ لیا۔ حضرت عمرؓ اس پر ناراض ہوئے اور خط لکھا۔ وہ خط و کتابت امام ابوعبیدؒ کی کتاب الاموال میں موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے لکھا کہ معاذ! تمہیں تو پتہ ہے کہ آمدن کی تقسیم کا اصول کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں گورنر مقرر کرتے ہوئے یہ ہدایات دی تھیں کہ علاقے سے جو محصولات ہوں وہ اسی علاقے کے لوگوں کا حق ہے۔ اصول یہ ہے تؤخذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم۔ جس علاقے کے امیروں سے مال وصول کیا جائے اسی علاقے کے غریبوں پر خرچ کیا جائے۔ قرآن مجید میں بھی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یہ اصول اس طرح بیان ہوا ہے: کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم کہ دولت معاشرے میں گردش کرتی رہے تو نظام چلتا ہے۔ دولت ایک جگہ پڑی رہے تو کسی کام کی نہیں ہے۔ مگر یہ گردش اوپر اوپر امراء میں نہیں ہونی چاہئے، اوپر سے نیچے فقراء میں بھی آنی چاہیے۔

ایک عرب شاعر نے دینار اور درہم کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بڑے فائدے دیتا ہے، اس سے نظام چلتا ہے، لیکن اس میں ایک خرابی ہے کہ جیب میں پڑا پڑا کسی کام کا نہیں ہے۔ میری جیب سے نکل کر دوسرے کی جیب میں جاتا ہے تو پھر کام آتا ہے۔ اس نے کہا کہ دولت کی بے وفائی کا اس سے بڑا اظہار کیا ہوگا کہ درہم اور دینار جیب میں پڑا ہو تو اس کا کچھ فائدہ نہیں، نہ کھانے کے کام کا، نہ پینے کے کام کا۔ اس نے درہم و دینار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تجھ سے بڑا بے وفا کوئی نہیں ہے۔ جب تو میری جیب سے نکل کر دوسرے کی جیب میں جائے گا تو اس سے فائدہ ہوگا۔ تیری وفا میں فائدہ نہیں ہے، تیری بے وفائی میں فائدہ ہے۔ قرآن مجید نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ دولت گردش کرتی رہے تو نظام چلتا ہے۔

امام غزالیؒ نے بڑی خوبصورت تعبیر فرمائی ہے کہ جسم کا نظام خون کی گردش سے چلتا ہے۔ دل خون کو پمپ کرتا رہتا ہے تو پورے جسم میں خون دوڑتا ہے۔ خون کی گردش سے جسم کا نظام چلتا ہے۔ اگر خون کی گردش رک جائے تو کہتے ہیں حرکت قلب رک گئی اور کام ختم ہو گیا۔ انہوں نے یہ بات سمجھائی ہے کہ جسم کے جس حصے کو جتنے خون کی ضرورت ہے اتنا ہی ملے گا تو کام چلے گا۔ اگر خون کم ہو جائے گا تو فالج ہو جائے گا اور اگر زیادہ ہو جائے گا تو پھوڑے پھنسیاں بن جائیں گے۔ جسم کے کسی حصے میں خون کی مقدار کم ہو جائے تب بھی کام بگڑ جاتا ہے اور زیادہ ہو جائے تب بھی کام بگڑ جاتا ہے۔ اس لیے جتنا ضرورت ہے اس کے مطابق ملے گا تو کام چلے گا۔ آپؒ فرماتے ہیں یہی بات دولت کی ہے۔ جس کو جتنی دولت کی ضرورت ہے اسے اتنی ملے گی تو کام چلے گا۔ اگر اسے اتنی دولت نہیں ملے گی تو کام معطل ہو جائے گا اور اگر زیادہ دولت ملے گی تو بھی خرابیاں پیدا ہوں گی، تکبر اور فساد پیدا ہوگا۔ جیسے جسم کے جس حصے میں خون زیادہ چلا جائے وہاں پھوڑے پھنسیاں بن جاتی ہیں۔

قرآن مجید نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ دولت معاشرے میں گردش کرتی رہے تو نظام چلتا ہے اور اس کی گردش اوپر اوپر صرف مالداروں میں نہیں ہونی چاہیے بلکہ اوپر نیچے ہونی چاہیے۔ قرآن مجید نے ایک جملے میں سارا سسٹم بیان فرما دیا کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم۔ یہ تو سب کو پتہ ہے کہ دولت معاشرے میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گردش کرتی رہے تو نظام چلتا ہے، لیکن ایک گردش ہے اوپر اوپر، کہ دولت مالداروں میں ہی گھومتی رہے۔ قرآن مجید نے بیان فرمایا کہ دولت کی ایسی گردش نہیں ہونی چاہیے، بلکہ گردش اوپر نیچے ہونی چاہیے تب نظام صحیح چلے گا۔

جب حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے صوبے کی سالانہ آمدنی کا تہائی حصہ مرکز کو بھیج دیا تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ معاذ! تم نے یہ کیا کیا؟ یہ وہاں کے لوگوں کا حق ہے مجھے کیوں بھیج دیا؟ اس پر حضرت معاذ بن جبلؓ نے جواب دیا کہ اس دفعہ میرے صوبے کی ساری ضروریات پوری ہو کر یہ رقم بچ گئی تھی اس لیے آپ کو بھیج دی ہے کہ آپ جہاں چاہیں خرچ کر دیں۔ میرے صوبے کا بجٹ پورا ہے، یہ فاضل رقم ہے۔ آج کی دنیا کی اصطلاح میں اسے فاضل بجٹ کہتے ہیں کہ آمدنی میں سے اخراجات پورے ہو کر رقم بچ جائے۔

یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کا نتیجہ ہے۔ یہ برکات ہیں اور اس برکت کے پیچھے ایمان اور دیانت ہے۔ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے ولوان اھل القرٰی امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض۔ اگر بستیوں اور آبادیوں والے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کریں تو ہم اتنی برکتوں کے دروازے کھول دیں گے کہ آسمان بھی رزق برسائے گا اور زمین بھی رزق اگلے گی۔ اگر اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل ہو گا اور دیانت ہو گی تو اتنی برکتیں ہوں گی کہ سمیٹی نہیں جائیں گی۔

اس پر حضرت عمرؓ کا ایک اور واقعہ عرض کر دیتا ہوں۔ جب ایران فتح ہوا، ایران کے کمانڈر رستم کو شکست ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ایران کے فاتح ہیں۔ رستم نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے شکست کھائی، بھاگتے ہوئے دریا میں کود گیا، پیچھے سے ایک مجاہد نے خنجر مار کر اسے مار دیا تھا۔ لطیفے کے طور پر عرض کیا کرتا ہوں کہ رستم شکست خوردہ ہے جو جنگ میں شکست کھا کر بھاگتا ہوا مارا گیا تھا، لیکن آج ہم پہلوانی کے حوالے سے طاقت کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں۔ رستم گوجرانوالہ، رستم پنجاب وغیرہ۔ آج وہ ہماری طاقت کا سمبل ہے، ہماری ساری پہلوانی رستم کے نام پر ہوتی ہے۔

ایران فتح ہوا، کسریٰ کے خزانے فتح ہوئے۔ غنیمت مدینہ منورہ لائی گئی۔ حضرت عمرؓ نے کسریٰ کے خزانے تقسیم کرنے تھے، لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا حضرت عمرؓ ان خزانوں میں سے کوئی چیز تلاش کر رہے تھے۔ کبھی ایک گٹھڑی کھول کر اس میں دیکھتے، کبھی دوسری گٹھڑی میں دیکھتے، کوئی چیز تلاش

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کر رہے تھے جو مل نہیں رہی تھی۔ اسی کیفیت میں سارا دن گزر گیا، حضرت عمرؓ کے رعب کی وجہ سے کوئی آپ سے پوچھ بھی نہیں رہا تھا کہ حضرت! آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ اگلا سارا دن بھی اسی کیفیت میں گزر گیا کہ گٹھڑیاں اور پوٹلیاں کھول کھول کر کوئی چیز تلاش کر رہے ہیں، چیز مل نہیں رہی، پریشانی بڑھتی جا رہی ہے اور تلاش کرتے ہوئے یہ کہتے جا رہے ہیں یہ نہیں ہوسکتا، یہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے پوچھ لیا کہ حضرت! آپ گھٹڑیاں کھول کھول کر دیکھ رہے ہیں، کیا تلاش کر رہے ہیں؟ ہمیں بھی تو بتائیں کہ کیا تلاش کر رہے ہیں اور کیا نہیں ہوسکتا؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے سفر میں حضرت سراقہ بن مالکؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے میں روکا تھا اور پھر صلح ہوگئی تھی، ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سراقہ! میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی تھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اب کسریٰ ختم ہوگیا ہے، اس کے خزانے آ گئے ہیں، سراقہ بھی موجود ہے، لیکن کسریٰ کے کنگن نہیں مل رہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کسریٰ کے خزانے آئیں اور ان میں کنگن نہ ہوں۔ میں وہ کنگن تلاش کر رہا ہوں، سارے خزانے ٹٹول کر دیکھ لیے ہیں لیکن مجھے کنگن نہیں مل رہے۔

یہ بحث چل رہی تھی کہ ایک سپاہی آیا اور سلام عرض کیا۔ اس کے پاس ایک پوٹلی تھی۔ جو اس نے حضرت عمرؓ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت! میں اس لشکر میں تھا جس نے کسریٰ کے خلاف جنگ لڑی ہے، میں واپسی میں راستے میں بیمار ہوگیا تھا، ایک گاؤں میں ٹھہر گیا تھا۔ اب طبیعت ٹھیک ہوئی ہے تو آ گیا ہوں۔ یہ میرے پاس ایک امانت ہے۔ جب اس پوٹلی کو کھولا تو اس میں کسریٰ کے کنگن تھے۔ سونے کے کنگن اور کسریٰ کے کنگن، سونے کے کنگن کی اپنی قیمت تھی اور کسریٰ کے کنگن کی اپنی قیمت تھی، جنہیں ایک عام سپاہی سنبھال کر لا رہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ یہ سونے کے کنگن راستے میں کہیں بھی غائب ہو سکتے تھے، جیسے آج کل ہمارے ہاں چیزیں غائب ہوتی رہتی ہیں، کون سی چیز سلامت پہنچتی ہے۔ ایک عام سپاہی ہے، بادشاہ کے کنگن قابو آ گئے تو وہ کہیں غائب نہیں ہوئے، بلکہ اس نے خود اٹھائے اور امانت کے ساتھ پیش کر دیے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قوم کو اتنے دیانت دار سپاہی میسر ہوں اسے کون شکست دے سکتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا کہ حضرت! یہ بات نہیں ہے، بات یہ ہے کہ جس قوم کا امیر اتنا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیانت دار ہو اس قوم کے سپاہی بھی ویسے ہی ہوں گے۔ یہ آپ کی امانت اور دیانت کی برکات ہیں۔

برکت اوپر سے نیچے چلتی ہے۔ حکمران امانت دار ہو تو برکتیں ہی برکتیں ہوتی ہیں۔ پھر سپاہی اور عملہ سبھی دیانت دار ہوتے ہیں۔ اگر دولت کی گردش صحیح رہے اور حکمران دیانت دار ہوں تو برکتوں کا ماحول یہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ تو دنیا میں دیانت کا نمونہ ہیں، صرف ہمارے نزدیک نہیں، بلکہ دنیا مانتی ہے۔ جب بھی امانت، دیانت اور عدالت کی بات ہوتی ہے تو پہلے چار پانچ ناموں میں حضرت عمرؓ کا نام دنیا کی تاریخ میں سرفہرست ہوتا ہے۔ یہ کیفیت آج کل ہم تلاش کر رہے ہیں کہ دیانت، برکت اور معاشی اصلاحات کہاں ہیں۔ جہاں سے یہ چیزیں ملتی ہیں ہم وہاں نہیں جاتے۔ مثلاً مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے، میں سارے بازار میں تلاش کر رہا ہوں، لیکن جس دکان پر وہ چیز ہے اس دکان پر نہیں جاتا تو کیا وہ چیز مل جائے گی؟ یہی حال دیانت اور برکت کا ہے۔ دیانت اور برکت کا سودا جہاں سے ملتا ہے وہاں ہم جاتے نہیں۔ اور ہمارے لیے یہی مسئلہ بنا ہوا ہے۔

مورخین واقعہ لکھتے ہیں کہ ایران شکست کھا گیا، روم ابھی باقی تھا۔ روم کے بادشاہ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں خوشبو کا تحفہ بھیجا۔ عورتوں والی خوشبو تھی۔ مرد کی خوشبو عطر وغیرہ ہوتا ہے اور عورت کی خوشبو سرخی پاؤڈر ہوتا ہے۔ جب قیصر روم کا تحفہ آیا تو حضرت عمرؓ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ خوشبو تقسیم کرنی ہے، کوئی سیانی سی عورت بتلائیں جو مدینہ کی عورتوں میں تقسیم کر دے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کی اہلیہ محترمہ سے زیادہ سمجھ دار عورت کون ہوگی۔ آپ ان کو دیں وہ تقسیم کر دیں گی۔ حضرت عمرؓ نے وہ خوشبو عورتوں میں تقسیم کرنے کے لیے اہلیہ محترمہ کو دی تو فرمایا کہ تم تقسیم کرو گی، اس میں تمہارا حصہ بھی ہوگا، تو اپنا حصہ کتنا رکھو گی؟ عرض کیا کہ جتنا دوسروں کو دوں گی، اتنا ہی خود رکھوں گی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جتنا دوسروں کو دو گی اگر اتنا ہی خود رکھو گی، تو جو دیتے ہوئے انگلیوں کے ساتھ لگ جائے گا وہ کس کھاتے میں جائے گا؟۔ اس لیے اپنا حصہ کم رکھنا تاکہ بیلنس ہو جائے۔ دیانت اس کا نام ہے۔

حضرت عمرؓ کے بے شمار واقعات ہیں۔ ایک اور واقعہ عرض کر دیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ بیمار ہو گئے، پیٹ میں کوئی مسئلہ تھا۔ جب گڑ بڑ زیادہ ہوگئی تو حکیم بلائے۔ انہوں نے بتایا کہ اور کچھ نہیں ہے، صرف یہ ہے کہ آپ خوش جَو کی روٹی کھاتے ہیں، گھی اور زیتون استعمال نہیں کرتے، اس لیے انتڑیوں میں خشکی پیدا ہوگئی ہے۔ آپ کچھ دن زیتون استعمال کریں، تو ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپؓ نے فرمایا کہ میرے پاس تو زیتون کا تیل نہیں ہے۔ مجھے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جو وظیفہ ملتا ہے اس میں اس کی گنجائش نہیں ہے کہ میں روٹی زیتون کے ساتھ کھا سکوں۔ پاس بیٹھے ایک آدمی نے کہا کہ بیت المال میں زیتون کا تیل موجود ہے۔ آپؓ نے پوچھا کہ کتنا ہے؟ اس نے کہا خاصا ہے۔ آپ نے پوچھا پھر بھی کتنا ہے۔ جو زیتون بیت المال میں ہے وہ تو لوگوں کا حق ہے۔ اگر وہ مدینہ منورہ کی آبادی پر تقسیم کیا جائے تو میرے حصے میں کتنا آئے گا۔ اس نے عرض کیا حضرت! اتنا تو نہیں ہے۔ دیانت اور انصاف اس سے کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے پیٹ پر ہاتھ مارا فرمایا کہ جتنا مرضی ہے گڑگڑ کرتا رہے، تجھے وہی ملے گا جو تیرا حصہ بنتا ہے، تیرے حصے سے زیادہ تجھ میں نہیں ڈالوں گا۔

آج ہم حضرت عمرؓ کو صرف فضائل کے حوالے سے یاد کرتے ہیں، نعرے لگاتے ہیں، ان سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، لیکن ہمارے آج کے مسائل، مشکلات اور ہماری بیماریوں کا حل حضرت عمرؓ کے پاس ہے، ہم وہ نہیں دیکھتے۔ ان کے فضائل بیان کریں گے، نعرے لگائیں گے، عقیدت و محبت کا اظہار بھی کریں گے، لیکن وہ جو کر کے گئے ہیں وہ کرنے کے لیے ہم تیار نہیں ہیں۔

یہ بات ہمیں نوٹ کر لینی چاہیے کہ ہم جب تک حضرت عمرؓ اور خلفاء راشدینؓ کی پیروی نہیں کریں گے، ہمارا سسٹم ٹھیک نہیں ہوگا۔ یہ حضرات صرف برکت کا باعث نہیں ہیں ہمارے لیے آئیڈیل بھی ہیں۔ جب تک ہم ان کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر نہیں آئیں گے، بات آگے نہیں چلے گی۔ ہمیں ان کے پیچھے چلنا پڑے گا، ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائیں اور ہمیں بحیثیت قوم اپنے بزرگوں کی صحیح پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

آج کی دنیا دو گروہوں میں تقسیم ہے: ایک قانون بنانے والے اور دوسرے جن پر قانون نافذ ہے۔ اس تفریق کے منطقی و منفی نتائج کو تمام تر کوششوں کے باوجود ختم نہیں کیا جا سکا۔ اس کا حل صرف دین اسلام کے پاس ہے کہ تمام انسان ایک ذات کے بنائے ہوئے قوانین واحکام کے یکساں طور پر پابند ہوں۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حدیث کی مشہور کتاب مسند امام احمد بن حنبلؒ کی تشریح

بنام

دروس الحدیث

جس میں ہر موضوع پر منتخب احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے کیلئے گراں قدر علمی ذخیرہ ہے، خصوصاً درس دینے والے اصحاب کیلئے تو یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے، احادیث کے ضمن میں مسائل واحکام کی توضیح عام فہم اور سلیس اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے مکمل فائدہ حاصل کر سکتا ہے، عمدہ کتابت وطباعت اور معیاری جلد بندی کے ساتھ اس کا نیا ایڈیشن شائع ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے۔

افادات:

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ

مرتب:

الحاج لعل دین ایم اےؒ

جلد اول: صفحات: ۳۳۲ جلد دوم: صفحات: ۴۰۸

جلد سوم: صفحات: ۳۹۲ جلد چہارم: صفحات: ۳۹۲

ناشر: ادارہ نشر واشاعت جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com